اللہ کے بابرکت نام سے جو مہربان اور رحیم ہے

کتاب نموئے زندگی کی ضامن ہے
اس سے محبت کیجئے

ISBN: 978-969-7578-35-1

زیرِ مطالعہ کتاب جناب شاعر علی شاعرؔ کے ایما پر شائع کی گئی ہے اور اس کے متن کی تمام تر ذمہ داری انہی کو مستحسن ہے۔ پبلشر یا پرنٹر قطعاً ذمہ دار نہیں۔ ادارہ اردو سخن ڈاٹ کام کی ہمیشہ سے یہ کوشش رہی ہے کہ قارئین تک بہترین اور اغلاط سے پاک ادبی مواد پہنچایا جائے اور اس ضمن میں ہر امکانی کوشش کو بروئے کار لایا جاتا ہے تاہم غلطی کی نشاندہی کا خیر مقدم کیا جاتا ہے تاکہ آئندہ اشاعت میں اس کی درستی کی جائے۔ (ادارہ)

(اُردو تروینی کا اوّلین مجموعہ)

دوسرا ایڈیشن

تروینیاں

شاعر علی شاعرؔ

پنجابی ترجمہ:

ڈاکٹر محمد مشرف حسین انجم

سرائیکی ترجمہ:

پروفیسر ظہور احمد فاتح

urdusukhan@urdusukhan.com www.urdusukhan.com

اردو سخن

آرٹ لینڈ، گرلز کالج روڈ، اردو بازار چوک اعظم (لیہ) فون: 0302-7844094

اسٹاکسٹ: ادارہ فکرودانش، الحمد پلازہ، اردو بازار لاہور

تروینیاں

شاعر علی شاعر
کراچی (پاکستان)
فون: 0300-6767911
ای میل: rangeadab@yahoo.com

اُردو سخن

استحقاق: تمام تصرفات ''شاعر علی شاعرؔ و اردو سخن'' کی تحویل میں ہیں
ناشر: اردو سخن ڈاٹ کام، پاکستان
نمودِ اول: فروری 2017ء

کمپوزنگ: خضر حیات ڈلو
سرورق: ناصر ملک
طباعت: شیرِ ربانی پریس، ملتان
قیمت: 400 روپے (20 یورو، 25 ڈالر)

urdusukhan@urdusukhan.com www.urdusukhan.com

اردو سخن

آرٹ لینڈ، گرلز کالج روڈ، اردو بازار چوک اعظم (لیہ) فون: 0302-7844094
اسٹاکسٹ: ادارہ فکر و دانش، الحمد پلازہ، اردو بازار لاہور

ترِوینیوں کے دو اوّلین مجموعے

جناب شاعر علی شاعر، جب سے آپ کی اُردو تروینیوں کا شائع ہونے والا اوّلین مجموعہ ’تروینیاں‘ ہاتھ آیا تب سے طبیعت تروینی کی تخلیق کی طرف مائل ہوگئی ہے۔ میں نے آپ کی اُردو تروینیوں کا نہ صرف فرداً فرداً مطالعہ کیا ہے بلکہ اُنھیں سمجھا اور پرکھا بھی ہے۔ آپ کی ہر ہر تروینی کے پہلے دو مصرعے ایک مکمل شعر کا لطف دیتے ہیں اور تیسرا مصرع پہلے تاثر کو بدل دیتا ہے جس سے قاری کے خیالات میں ایک ارتعاش پیدا ہوجاتا ہے، بس یہی بات ہائیکو، ثلاثی، مثلث، ماہیے، ترائیلے، سہ الگی، سہ گانی اور دیگر سہ مصرعی نظموں سے تروینی کو الگ اور منفرد کرتی ہے۔ آپ کی ایک تروینی مجھے بہت پسند آئی:

دیکھو درختوں کی شاخوں پر
کتنا پیار پرندوں میں ہے
کہنی مار کے کہتا ہے وہ

تروینی کے موجد گلزار کا کام بھی اِس قدر سامنے نہیں ہے جس قدر آپ نے اُردو تروینی پر پیش کردیا ہے۔ آپ نے تروینی تخلیق کرنے کے بعد اُسے اشاعتی مراحل سے بھی گزار دیا ہے جس کی وجہ سے آپ کے تروینی کے مجموعے کو اوّلین کا اعزاز حاصل ہوگیا ہے۔

میں اُردو اور پنجابی ہر دو زبان کا شاعر ہوں ۔میں نے آپ کی اجازت سے آپ کے تروینی کے پورے مجموعے کا پنجابی زبان میں منظوم ترجمہ کر دیا ہے، اُمید ہے آپ کو پسند آئے گا۔میں نے خود کو حمد ونعت نگاری کے لیے واقف کیا ہوا ہے جس کے سبب لوگ مجھے"شاعرِ حمد ونعت" کہتے ہیں ۔لہٰذا میں جو بھی تخلیق کرتا ہوں وہ حمد ونعت سے ہٹ کر نہیں ہوتا ۔اِس لیے میں نے نئی صنفِ سخن تروینی کو نعت کے لیے استعمال کیا ہے۔میری نعتیہ تروینیوں کا مجموعہ "نعتیہ تروینیاں" بھی ارسالِ خدمت ہے ۔یہ بھی دنیائے اُردو ادب میں نعتیہ تروینیوں کا اوّلین مجموعہ ہوگا۔ایک نعتیہ ترو ینی ملاحظہ کیجیے:

آؤ اُنؐ کو یاد کریں ہم
دل کو بھی آباد کریں ہم
ویرانے سے ڈر لگتا ہے

اُردو تروینیوں کا منظوم پنجابی ترجمہ اور میری نعتیہ تروینیوں کے مجموعے کو زیورِطباعت سے آراستہ کر کے منصہ شہود پر لانا اور قارئین شعر وسخن ،ناقدین فن و ہنر اور مشاہیرِ اُردو ادب کے سامنے پیش کرنا آپ کا کام ہے ۔آپ نے میرے مجموعے کا دیباچہ بھی تحریر کرنا ہے۔

اللہ رب العزت آپ کو سلامت رکھے اور آپ کے علم وعمل ،رزق و روزگار اور صحت وتن درستی میں اضافہ فرمائے......آمین

ڈاکٹر مشرف حسین انجم
(سرگودھا)

تروینی کا تعارف اور شاعر علی شاعر کی تروینیاں

ایک ذات ایسی ہے جو تمام تر طاقتیں اور مکمل اختیار رکھتی ہے۔ ہر قوم نے اسے اپنا اپنا نام دے رکھا ہے۔ ہم جو مسلمان ہیں اُسے اللہ کہہ کر پکارتے ہیں۔ ہم کسی اور کو اُس کی ذات و صفات میں شریک نہیں کرتے، وہی تنہا ساری کائنات کا خالق ہے اور اُس نے تمام تر انتظامات خود سنبھالے ہوئے ہیں۔ اُس نے تمام تر مخلوقات پیدا کی ہیں، جن میں زمین، آسمان، چاند، ستارے، صحرا اور پہاڑ جیسی بے جان اشیاء بھی ہیں، بے شمار جاندار بھی ہیں، اس ذات نے فرمایا ہے کہ ہم نے انسان کو بہترین شکل و شمائل پیدا کیا، اُسے خلافتِ ارضی عطا کی ہے، اُس کی علمی برتری کے باعث ملائکہ نے اُسے سجدۂ تعظیمی کیا، اُسے خوب صورت اخلاق اور سچا دین عطا کیا، ہر عہد میں اُسے راہِ راست دکھانے کے لیے اپنے منتخب انسان بھیجے ہیں، جنھیں نبی یا رسول کہا جاتا ہے۔

انسان جسے اللہ نے عمدہ دل، دماغ اور ذہن عطا کیا ہے، اُسے علم، شعور اور بیان بخشا ہے، انسانوں میں سے کچھ لوگ میدانِ سیاست میں آ گئے، کچھ بادشاہ، صدر، وزیر اعظم اور وزیر و مشیر بن گئے، کچھ تجارت اور صنعت کی طرف راجع ہو گئے، بہت سا مال سمیٹ سیٹھ بن گئے، کچھ لوگ فقیرانہ او ردرویشانہ زندگی

گزارتے رہے، کچھ کو علم وشوق چرایا، پہلے شاگرد بنے پھر مقامِ اُستادی پر فائز ہوئے، زیادہ علم، حاصل کیا تو عالم وفاضل بن گئے۔ ایک طبقہ ایسا بھی ہے جسے رب العزت نے شعروسخن کی قدرعطا کی ہے۔ سو وہ شاعرو ادیب ٹھہرے، شاعر کی نسبت سے کئی نظریات پیش کئے گئے، افلاطونی نظریئے کے مطابق اسے فضول و بیکار قرار دیا گیا اور ریاست میں اس کے لیے کوئی مقام متعین نہیں کیا گیا لیکن افلاطون کے شاگرد ارسطو نے شاعر کی پوری پوری عزت افزائی کی چنانچہ بعد میں آنے والے اصحابِ حکمت کے ہاں شاعر کا مقام و مرتبہ اور بلند ہوتا چلا گیا، اُسے دانشور اور نقاد کیا گیا، اُسے حکیم اور فلسفی سمجھا گیا، اس کے بیان میں ساحرانہ کرشمہ تسلیم کیا گیا، یہ سب مبنی برصداقت باتیں ہیں۔

شاعر جس انداز میں شعر کہتا ہے، جس ہئیت میں وہ لکھتا ہے، اُسے صنف کہا جاتا ہے، ان اصناف میں نظم بھی ہے، غزل بھی، گیت بھی ہیں، قطعات بھی، دوہے بھی ہیں اور ماہیے بھی شامل ہیں۔ کم وبیش ان تمام سلسلوں سے سب لوگ واقف ہیں۔ آج ہم ایک ایسی ہئیت کا تعارف کرا رہے ہیں جس کا سرائیکی زبان میں تو کبھی تذکرہ تک نہیں ہوا، البتہ اُردو میں بہت کم لوگ اِس سے متعارف ہیں، اِس صنف، جس کا نام تروینی ہے، کے بارے میں ہم یہاں بہ صراحت رقم طراز ہیں۔

اِس وقت ایک کتاب ''تروینی کا ارتقا'' ہمارے روبرو ہے۔ جیسے رنگِ ادب پبلی کیشنز، کراچی نے بے حد دیدہ زیب شایع کیا ہے، تین سو بارہ صفحات پر مشتمل اِس کتاب میں ایک سو پندرہ صفحات تروینی کے حوالے سے مختلف شذرات پر مشتمل ہیں جن میں اکیس اہلِ قلم کی معلومات افزا تحریریں شامل ہیں۔ ہماری یہ کوشش کہ اِس معلوماتی گل دستے کے پھولوں میں سے عطر کشید کر کے نذرِ قارئین کیا جائے:

1۔ یہ لفظ دو لفظوں ترا اور وینی سے مرکب ہے۔ تروینی سنسکرت کا لفظ ہے، ہندی زبان میں ''تربینی'' سے بدل جاتا ہے، ہندی بھاشا میں ''واؤ''، ''ب'' سے ''ی''، ''ج'' سے بدل جاتی ہے، مثلاً تین سے یتن سے جتن، واس سے باس، یاترا سے جاترا، ویر سے بیر وغیرہ تر کے معنی تین کے ہیں اور وینی سے مراد پانی کی رانی، اور ندیوں کے ملنے کا مقام، عرفِ عام میں تروینی سے مراد وہ مقام ہے جہاں تین مقدس دریاؤں، گنگا، جمنا اور سرسوتی کا اِتصال ہو۔ عقیدۂ ہنود کے مطابق پریاگ (الہ آباد) میں زمین پر دریائے گنگ وجمن (گنگا، جمنا) ملتے ہیں اور ''دریائے سرسوتی''، کا سنگم زمین کے نیچے پوشیدہ طور پر ہے۔ اِس طرح تین دریاؤں کے مقامِ اِتصال کو ''تروینی'' کہا جاتا ہے۔ اِس تعلق سے تین مصرعوں والی صنفِ سخن کو مذکورہ نام دیا

گیا۔میرے ذاتی خیال میں شاید گلزار صاحب نے یہ نام یوں بھی پسند کیا ہوگا کہ ہنود میں مذکورہ تینوں دریا متبرک ہیں اور سرسوتی تو علوم اور سرور کی دیوی ہے، یہ ایک راگنی کا نام بھی ہے، اِس تناظر میں یہ تروینی اپنی معنویت کے اعتبار سے ہمہ رنگ اور سرسوتی کے مخفی سنگم ہونے کے سبب استعجابیت کی حامل ہے اور واقعی تروینی کا تیسرا حصہ پہلے (دو مصرعوں) کا تفہیم و تاثر الگ محسوس کرواتا ہے، یہی خوبی اور شعری استحسان تین حصوں والی دوسری اصناف میں مابہ الا متیاز ہے۔" (محسن اعظم محسن ملیح آبادی)

2۔گلزار کا آبائی وطن اور جائے پیدائش دینہ ضلع جہلم ہے۔قیامِ پاکستان کے بعد وہ ہندوستان منتقل ہو گئے۔اُنھوں نے سلطانہ مہر کو ایک انٹرویو دیتے ہوئے ایک سوال کے جواب میں کہا تھا:

"میں نے شاعری میں ایک نئی Form پیدا کرنے کی کوشش کی ہے جس کا نام تروینی رکھا ہے، یہ ہائیکو بھی نہیں، مثلث بھی نہیں، تیسرا مصرعہ روشن دان کی طرح کھلتا ہے۔اِس کی روشنی میں پہلے شعر کا تاثر بدل جاتا ہے۔تیسرا مصرع COMMENT بھی ہوسکتا ہے، اضافہ بھی، تروینی میں ایک شوخی SURPRISE کا رنگ ہے۔ (سخنور حصہ دوم از سلطانہ مہر صفحہ 384,383)

احمد ندیم قاسمی نے اِس صنف کے لیے پسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے گلزار کی کوششوں کو سراہا، گلزار کی تروینی کے نمونے ملاحظہ فرمائیے:

سب پہ آتی ہے، سب کی باری ہے
موت انصاف کی علامت ہے
زندگی سب پہ کیوں نہیں آتی ؟

کیا پتہ کتنی بار مارے گی ؟
بس میں تو زندگی سے ڈرتا ہوں
موت تو ایک بار مارے گی

"تروینی کا اپنا حسن اور اپنا ایک ذائقہ ہے، اِس لیے بچن جی اور قاسمی صاحب کے علاوہ شاعری کے بہت سے عالم قارئین اور سامعین نے بھی اِسے پسندیدگی کی سند عطا کی ہے، کسی بھی قسم کے خیال اور تجربہ کو پیش کیا جاسکتا ہے، بحر، وزن اور ارکان کے سلسلے میں شاعر کو پوری آزادی ہے، ردیف اور قافیہ کی بھی کوئی

پابندی نہیں، صرف شرط یہ ہے کہ پہلے دو مصرعے ایک شعر یا بیت کی حیثیت رکھتے ہوں اور تیسرا مصرع پہلے شعر کے خیال کو کوئی نئی جہت یا کوئی نیا زاویہ عطا کرتا ہو، اِس صنف کے سلسلے میں ایک خاص بات یہ ہے کہ دیگر اصناف کی طرح یہ کسی دوسری زبان سے اُردو میں نہیں آئی بلکہ اِس کی ایجاد کا سہرا ایک فرد یعنی گلزار کے سر ہے، یہ صنف بلاشبہ اپنے اندر وسعت اور کشش رکھتی ہے اور اسی بنا پر تین مصرعوں کی دیگر شعری اصناف کے مقابلے میں اِس کی مقبولیت کے امکانات بھی زیادہ ہیں۔" (پروفیسر علی حیدر ملک)

"3۔ غالباً سن 8-2007ء میں ایک نئی صنفِ سخن تروینی کی باز گشت اُس وقت سنائی دی جب کراچی کے معروف شاعر یاور امان اور فوقیہ مشتاق نے اِس صنف پر طبع آزمائی شروع کی۔ یاور امان کا شمار اُس وقت کے درمیانی نسل کے باشعور اور پختہ کار شاعروں میں ہوتا تھا اور اُن کی اپنی ایک الگ شناخت تھی جب کہ فوقیہ مشتاق شعری اُفق پر اُبھرنے والے نئے اور تابندہ ستارے کی حیثیت رکھتی تھیں، دونوں شعرا کے جذبوں کی سچائی اور لہجے کی تازگی، شعر و ادب پڑھنے والوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے میں کامیاب رہی اور یہی وجہ ہے کہ اُن کی آواز پر لوگ متوجہ بھی ہوئے اور یوں صنفِ تروینی ارضِ پاکستان میں تیزی سے پھیلنا شروع ہوگئی۔ پاکستان میں اور بھی کئی معتبر تخلیق کاروں نے اِس نئی صنف کی طرف توجہ دی اور سرخ رو بھی ہوئے مگر پاکستان میں یاور امان اور فوقیہ مشتاق ہی تروینی کے ابتدائی لکھنے والوں میں شمار ہوتے ہیں...... مگر افسوس گلزار صاحب اِس صنف کو ایجاد کرنے کے بعد علامہ شارق جمال ناگپوری کی تنقید برداشت نہ کر سکے اور تروینی سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔ مگر شاید گلزار صاحب کو بھی یہ خبر نہ تھی کہ اُنھوں نے جس پودے کو لگایا، اُس کی آبیاری میں اتنے لوگ شامل ہو جائیں گے جو اپنے لہو سے اُسے سینچنے کے ساتھ ساتھ زندہ بھی رکھیں گے۔ شاعری کی اِس صنفِ سخن نے اُس وقت زور پکڑا جب کراچی کے ایک معروف شاعر، شاعر علی شاعر کا عالمی سطح پر اُردو تروینی کا پہلا مجموعہ بنام "تروینیاں" شائع ہو کر اہلِ ادب کی توجہ کا مرکز بنا، اِس صنفِ سخن کی حمایت اور مخالفت میں گفتگو ہونے لگی، ہر شخص اپنی بساط بھر علمی استعداد کا مظاہرہ کرنے لگا......

جب جناب شاعر علی شاعرؔ نے علی حیدر ملک سمیت برصغیر پاک و ہند اور عالمی سطح پر نقادوں سے یہ بات پکی کر لی کہ ابھی تک پوری دنیا میں تروینی کا کوئی باقاعدہ مجموعۂ کلام شائع نہیں ہوا تو اُنھوں نے تمام مصروفیات کو ایک طرف رکھ دیا اور تروینی کا مجموعۂ کلام ترتیب دینے کے لیے ہمہ تن تیار ہو گئے، چند ماہ کی

ریاضتِ فن سے تروینی کا ایک عمدہ اور خوب صورت مجموعۂ کلام بہ عنوان ''تروینیاں'' ترتیب دے دیا۔

تروینی کے اِس مجموعۂ کلام کو جناب شاعر علی شاعرؔ نے پاکستان کے معروف ادیب، مشہور شاعر، صحافی، ماہرِ تعلیم اور جید نقاد جناب ڈاکٹر سید شبیہ الحسن کی خدمت میں اس غرض کے ساتھ پیش کیا کہ وہ اِس نئی صنفِ سخن کے اوّلین مجموعے کو انتقادی نظر سے دیکھیں، تنقید کی کسوٹی پر پرکھیں اور غیر جانب دار ہو کر مقدمہ لکھیں۔ جناب پروفیسر ڈاکٹر سید شبیہ الحسن نے حقِ تنقید ادا کیا اور عالمی سطح کے اس اوّلین مجموعۂ کلام ''تروینیاں'' پر ایک مقدمہ لکھ دیا۔ اگست 2009ء میں تروینیوں کا یہ پہلا مجموعہ زیورِ طباعت سے آراستہ ہوا۔''

(مرتب، تروینی کا ارتقا)

''4۔ علامہ شارق جمال ناگپوری کا تروینی کے حوالے سے نقطۂ نظر یہ ہے:

''ہر صنفِ شاعری اپنی ایک مخصوص شناخت لیے ہوئے ہے اور یہ اپنے عروضی فارم سے ہی جانی جاتی ہے، تروینی کا اپنا کوئی ڈھانچہ نہیں بنتا، اِس کا کوئی عروض نہیں، اِس لیے اِسے نئی صنفِ سخن کا نام نہیں دیا جا سکتا۔''

''5۔ گلزار کے تروینی ایجاد کر کے متعارف کرانے کے بعد انڈیا میں ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی اور پاکستان میں پروفیسر علی حیدر ملک نے اِس کے پرچار میں متعدد مضامین لکھے جو برصغیر پاک و ہند کے متعدد رسائل میں شائع بھی ہوئے مگر بعد ازاں انڈیا کے علامہ شارق جمال ناگپوری اور پاکستان کے محسن بھوپالی نے تروینی کے خلاف مضامین لکھے جن کی وجہ سے برصغیر پاک و ہند میں جن شعرا نے تروینی پر قلم اُٹھایا تھا وہ بیس پچیس تروینیاں کہنے کے بعد دل برداشتہ ہو کر بیٹھ گئے۔

اِس تمام صورتِ حال اور تروینی کے ادبی ماحول کو مدِنظر رکھتے ہوئے میری نظر تروینی پر پڑی اور مجھے جناب حمایت علی شاعر کا یہ مشورہ بھی یاد آیا کہ میں کسی ایک ایسی نئی صنفِ سخن یا علاقائی ادب پر تجربہ کروں جس پر اُردو میں کام نہ ہونے کے برابر ہوا ہو، اور اپنی تمام تر تخلیقی صلاحیتوں کو اِس نئی صنفِ سخن پر صرف کر دوں، بہت غور و فکر کے بعد میری نظر نے تروینی کو چن لیا جس کو تروینی نگاروں نے دل برداشتگی اور گلزار نے اپنی مصروفیات کی وجہ سے پس پشت ڈال رکھا تھا، میں نے بھرپور انداز میں اِس صنفِ سخن پر طبع آزمائی کی۔'' (شاعر علی شاعرؔ)

یہاں ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ شاعر علی شاعر کی دو تروینیاں نمونے کے طور پر نقل کر دی جائیں:

فصلِ بہاراں آنے کو ہے
سارے پرندے خوش ہیں یارو!
من کا پنچھی ناخوش کیوں ہے ؟

جیون ایک سفر ہے شاعرؔ
اِس میں آگے بڑھتے جاؤ
لیکن اِک دن رک جانا ہے

''اگر شاعر علی شاعرؔ کی ترو ینیوں کا بغور مطالعہ کیا جائے تو ہم اُنھیں درج ذیل موضوعات میں منقسم کر سکتے ہیں :

1۔ مذہبی ترو ینیاں
2۔ ذاتی آلام پر مشتمل ترو ینیاں
3۔ اخلاقی موعظت کی حاملترو ینیاں
4۔ جمالیاتی ترو ینیاں
5۔ معاشرتی مصائب کے حوالے سے ترو ینیاں
6۔ فلسفیانہ ترو ینیاں
7۔ طنزیہ ترو ینیاں
8۔ فطرت پسند ترو ینیاں
9۔ منفرد موضوعات کی حامل ترو ینیاں' (بحوالہ: دیباچہ ڈاکٹر سید شبیہ الحسن)

جہاں ترو ینی کی مخالفت کی گئی وہاں اُس کی حمایت میں بھی ضرور بات کی گئی، ذرا یہ سوچ ملاحظہ کریں:

''ترو ینی مضامین کے اعتبار سے ہائیکو، سین ریو اور ماہیے پر فوقیت رکھتی ہے کہ اِس میں عشق و محبت سے لے کر دنیا داری تک سبھی کچھ کہا جا سکتا ہے، ہندی الفاظ کا استعمال بھی اِس کے حسن کو بڑھا سکتا ہے۔''
(بحوالہ: مضمون عارف منصور)

"6۔شاعری کی کوئی صنف ہو، اگر شاعر میں دم ہے تو وہ اِس صنف میں اپنے تخلیقی جوہر دکھا سکتا ہے، ورنہ کسی بھی صنف کی ایجاد کوئی معنی نہیں رکھتی، ہمارے ہاں ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی ظہیر غازی پوری، ڈاکٹر حامد کاشمیری اور علیم صبا نویدی نے کئی نئے تجربات کئے ہیں جہاں تک اِن ایجادات کے متعلق میرا خیال ہے کہ یہ نئے تجربات یا تو وہ شاعر کرتا ہے جسے اپنی دیگر شعری اصناف پر اعتماد نہ ہو، تاکہ اُس کا نام اِن نئی اصناف کے بانیوں میں ہو جائے یا پھر وہ شاعر جس میں اپنی تخلیقی قوتوں کے اظہار کی جرأت ہو، اب ظاہر ہے کہ فراز حامدی، مناظر عاشق ہرگانوی اور شاعر علی شاعرؔ پہلے ہی ادبی دنیا میں اپنی دیگر تخلیقات کے ذریعے دھاک بٹھا چکے ہیں، اِن سے یہ سطحی قسم کے تجربات کی اُمید نہیں ہے، اُمید ہے شاعر علی شاعرؔ کی یہ تروینیاں ادبی دنیا میں شرفِ قبولیت کا درجہ پائیں گی۔ ویسے بھی شاعری کی کوئی صنف ہو، خیال، فکر اور معنویت کے بغیر مقبولیت نہیں حاصل کر سکتی، شاعر علی شاعر کی یہ ترو ینیاں پڑھ کر لگتا ہے کہ یہ صنف ضرور ادب میں مقبولیت حاصل کرے گی۔" (بحوالہ: مضمون ڈاکٹر سیفی سرونجی)

"7۔ترو ینی اپنے مضمون کے لحاظ سے تین یکساں وزن کے مصرعوں پر مشتمل ایسی نظم ہوتی ہے جس کے پہلے دو مصرعوں میں ایک مضمون بیان ہوا ہو اور تیسرا مصرع پورے تاثر کو تبدیل کر دے، ترو ینی میں ہائیکو اور ماہیا کی نسبت وسعت ہے کیونکہ اِس میں کسی خاص موضوع یا بحر کی پابندی نہیں، شاعر علی شاعر نے ترو ینی کی ہیئت اور مزاج سے مکمل آشنائی کے بعد ترو ینیاں لکھی ہیں۔"

(بحوالہ: مضمون پروفیسر شفیق الرحمن الہ آبادی)

"8۔شاعر علی شاعرؔ کے ہاں کچھ ترو ینیاں ایسی بھی ہیں جن پر سہ مصرعہ نظم کا عنوان ڈالا جا سکتا ہے......مثلاً:

کون ڈسے گا مجھ کو شاعرؔ ؟
کس میں اتنی ہمت لیکن ؟
جس کو دودھ پلایا میں نے

آنکھوں دیکھا منظر ہے یاد
کانوں سے ٹکراتی آواز

بھولنا چاہوں بھول نہ پاؤں

سن کے دھماکوں کی آوازیں
پنچھی بیٹھے جوں کے توں ہیں
اِس سے جانو حال یہاں کا

(بحوالہ: مضمون شارق عدیل)

"9۔شاعر علی شاعرؔ کا شاعرانہ مزاج بالکل جدا ہے، اِس میں کہیں کہیں طباعی کی خوبیاں بھی نظر آتی ہیں، وہ جدید لہجے کے سلیقہ منداور سوجھ بوجھ کے شاعر ہیں، اُن کی ترو ینیاں زندگی سے جڑی ہوئی ہیں، حیات و کائنات کا خارجی و داخلی شعور سمٹا ہوا ہے، اُن کا مشاہدہ دوررس نظر آتا ہے، وہ اُفتادہ خیالات کو بھی اپنے نئے اُسلوبِ بیان سے جان دار بنادینے کے ہنر سے واقف ہیں، اُن کی تروینیوں میں گہرا فلسفۂ حیات و کائنات تو نہیں ہے مگر جس معمولی سی بات کو بھی شعری کینوس پر مصور کیا ہے، اُسے حکیمانہ بنانے کی سعی ضرور کی ہے اور اِس میں شعری نشتریت کو سمویا ہے، وہ ابلاغ کے ہنر سے عاری نہیں، اُن کے ہاں زندگی حرکی ہے، جامد اندازِ فکرونظر نہیں، مناظرِ فطرت سے حظ اُٹھانا جانتے ہیں اور اِسے شعریت کا جزو بنادیتے ہیں، حسن و جمال کے داخلی و خارجی محرکات کو بیان کرنے میں سلیقہ بھی ہے اور پردہ داری کو بھی ملحوظ رکھا ہے۔

(بحوالہ: مقدمہ محسن اعظم محسن ملیح آبادی)

"10۔شاعر علی شاعرؔ 20 /جون 1966ء کو اولیا کے مرکزی شہر ملتان میں ایک علمی و ادبی خانوادے میں پیدا ہوئے، آپ نے ابتدائی تعلیم ملتان میں حاصل کی اور پھر عروس البلاد کراچی سے ایم اے اور ایم ایڈ کی اسناد اعزازات کے ساتھ حاصل کیں۔شاعر علی شاعرؔ کو بچپن ہی سے شعروادب سے والہانہ لگاؤ رہا ہے اور اِسی باعث اُنھوں نے علم وادب کی ترویج کے لیے اپنی جملہ صناعانہ صلاحیتیں وقف کردی ہیں، وہ کئی علمی و ادبی اداروں سے منسلک رہے اور آج بھی "بزمِ رنگِ ادب" کے منتظمِ اعلیٰ، "رنگِ ادب پبلی کیشنز"، کراچی کے مینیجنگ ڈائریکٹر اور کتابی سلسلہ "رنگِ ادب" کراچی کے مدیرِ اعزازی کی حیثیت سے اپنے فرائض انتہائی تندہی کے ساتھ ادا کر رہے ہیں۔ اُن کی بے پناہ علمی و ادبی صلاحیتوں کا اعتراف کرتے ہوئے مختلف علمی و ادبی انجمنوں نے اُنھیں متعدد اعزازات سے نوازا ہے۔

شاعر علی شاعرؔ ایک ایسے تخلیق کار ہیں جو شاہراہِ عام سے ہٹ کر چلنے کے عادی ہیں، اب عالمی سطح پر اُن کا تروینیوں کا پہلا مجموعہ ''تروینیاں'' زیورِ طباعت سے آراستہ و پیراستہ ہو کر منصہ شہود پر آرہا ہے، یہ صنف مقبول ہوگی یا نہیں؟ اِس کا جواب دینا فی الحال دشوار ہے، تاہم یہ بات طے ہے کہ شاعر علی شاعر صنفِ تروینی کے باوا آدم ضرور قرار پائیں گے، آنے والا زمانہ اُن کی قوتِ اختراع کی مدح سرائی ضرور کرے گا۔'' (بحوالہ: دیباچہ ڈاکٹر سید شبیہ الحسن)

شاعر علی شاعرؔ سے ہمارا رابطہ گزشتہ تین چار سال سے ہے، اُن کی طبیعت ہمیں بھلی لگی ہے اور وہ بھی ہماری بہت قدر کرتے ہیں، کچھ دن پہلے اُنھوں نے اِس خواہش کا اظہار کیا کہ ہم اُن کی اُردو تروینیوں کا منظوم سرائیکی ترجمہ کریں۔ اِسی خواہش کی خاطر ہم نے اُن کے جذبے کا احترام کرتے ہوئے ہامی بھرلی اور جلد ہی اِس کام کو پورا کرنے کا اہتمام کیا، اِس وقت یہ ترجمہ ایک کتابی شکل میں آپ کے خوب صورت ہاتھوں میں ہے، ہم اپنی کوشش میں کس حد تک کامیاب ہو سکے ہیں، اِس کا فیصلہ پڑھنے والے یا آنے والے نقاد کرسکیں گے۔ ہم دعاؤں کے خواستگار ہو کر اجازت چاہیں گے۔

ابو البیان ظہور احمد فاتح

(تونسہ شریف)

ابوالبیان ظہور احمد فاتح بحیثیت مترجم شاعر

حضرتِ انسان کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ معاشرتی حیوان ہے جو باہم تعلق جوڑے رہنے کا قائل ہے۔جس طرح مختلف لوگ آپس میں روابط رکھتے ہیں اِس طرح مختلف زبانیں بھی ایک دوسرے سے روشناس ہوئی ہیں جن کے اثرات ایک دوسرے پر مرتب ہوتے ہیں، اِس سلسلے میں تراجم کلیدی کردار ادا کرتے ہیں اور عرصہ قدیم سے یہ تراجم ہوتے آئے ہیں اور ہوتے رہیں گے، اگر دقت نظر سے جائزہ لیا جائے تو ترجمہ بھی ایک فن کا درجہ رکھتا ہے پھر اس وقت اس فن کی اہمیت وطاقت میں اوراضافہ ہو جاتا ہے جب یہ تراجم منظوم انداز میں کئے جاتے ہیں کیونکہ اس صورت میں مترجم کو دوہری ریاضت سے دو چار ہونا پڑتا ہے، ایک تو ایک زبان کے تاثر کو دوسری زبان میں منتقل کرنا، دوسرے اس خوب صورتی سے ان احساسات کو منظوم حالت میں ڈھالنا کہ پہلی زبان کے افکار کا حسن مجروح نہ ہو، لہذا اس کے لیے گہرے لسانی شعور اور عمیق تجربات کی ضرورت ہوتی ہے، اگر ہم یہ کہیں کہ ایک اچھا ترجمہ وہ ہوتا ہے جو پورے طور پر متن اور اس کے مفہوم کی نمائندگی کرتا ہو تو یہ بے جا نہ ہوگا۔بعض اوقات یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ مترجم کا حسنِ بیان اصل متن سے بھی تجاوز کر جاتا ہے، یہ کیفیت افراط اور حسنِ بیان دونوں حالتوں پر مشتمل ہے۔اس تناظر میں اگر ہم ابوالبیان ظہور احمد فاتح کے فن ترجمہ نگاری کا جائزہ لیں تو پتا چلتا ہے کہ وہ فطری طور پر اس ہنر کے لے نہایت موزوں انسان ہیں، ان کا ترجمے کا یہ سفر ان کے زمانہ طالب علمی سے شروع ہو چکا ہے، جب اُن کی عمرِ عزیز شاید، اٹھارہ سال سے زیادہ نہ تھی، سب سے پہلے اُنھوں نے فارسی کے معروف شاعر شیخ فریدالدین عطار کی فارسی نظموں کا منظوم اُردو ترجمہ کیا تھا جو، اُن کی کتاب ’’پندنامہ‘‘ میں موجود تھیں، یہ ترجمہ اہلِ علم و ادب میں بہت پسند کیا گیا تھا اور مترجم کی خوب حوصلہ افزائی ہوئی تھی تب اُنھوں نے حکیم الامت علامہ محمد اقبال کی منظومات جو، اُن کے مجموعۂ کلام پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق‘‘

میں شامل تھیں کا منظوم اُردو ترجمہ کیا تھا جس نے عوام وخواص میں بڑی پذیرائی پائی تھی۔ابوالبیان ظہور احمد فاتح کے یہ تراجم اُن کی کتب ” آئینہء دل“،”تصویرِ کائنات“،”چہرۂ ہستی“،”سرودِ رفتہ (فارسی)“”نقدِ شعور “اور”متاعِ احساس“میں ملاحظہ کیے جاسکتے ہیں۔شدہ شدہ اُنھوں نے عربی تراجم بھی کرنا شروع کیے، اس سلسلے میں آیاتِ قرآنی،احادیثِ مقدسہ اور عربی ادب کے شہ پاروں کو اُردو نظم میں منتقل کیا، اُن کی یہ کاوشیں اُن کے عربی مجموعہء کلام ”شمیم الوفا“ میں زیرِ مطالعہ لائی جاسکتی ہیں۔بعد ازاں اپنے ایک بلوچ شاگرد غلام قادر بزدار کی تجویز پر بلوچ شاگرد غلام قادر خان بزدار کی تجویز پر بلوچ شاعر،علی محمد چگھا کے بلوچی کلام کا خوب صورت منظوم اُردو ترجمہ ابوالبیان ظہور احمد فاتح نے کیا، اُن کی اس کاوش کی بلوچوں میں دھوم مچ گئی اور بلوچی سے ناآشنا لوگ بھی عش عش کر اُٹھے، یہ ترجمہ اُن کی کتاب ”عکاسِ فطرت“ میں مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔اس کامیاب تجربے کے بعد سات مزید بلوچ شعرا کی مختلف بلوچی اصنافِ سخن کے منظوم اُردو تراجم بھی کیے گئے۔یہ تراجم ابولبیان ظہور احمد فاتح کی کتاب ”ہفت رنگ“ میں دیکھے جاسکتے ہیں، یہاں تک تو صرف منظوم اُردو تراجم کی روداد تھی، آگے چل کہ چند اور تجربات مترجم موصوف نے کئے۔

کراچی کے معروف شاعر ظریفؔ احسن کے اُردو مجموعہء کلام ”موسم موسم ملتے تھے“ کا منظوم سرائیکی و پنجابی ترجمہ ابوالبیان ظہور احمد فاتح نے بڑے خوب صورت انداز میں کیا جس سے ظریف احسن کا کلام سرائیکی اور پنجابی دان طبقے میں بھی متعارف ہوا۔اس بار کراچی کے خوب صورت شاعر جناب شاعر علی شاعرؔ کے شعری مجموعہ ”تروینیاں“ کا منظوم سرائیکی ترجمہ کرنے کی ذمہ داری ان پر عائد کی گئی جو ہمارے خیال میں اُنھوں نے بطریق احسن پوری کی ہے۔ یہاں ہم شاعر علی شاعر کے حسنِ انتخاب کو داد دیتے ہیں کہ جیسی اُن کی تروینیاں ہیں، ویسا ہی باکمال مترجم اُنھوں نے منتخب کیا ہے، ایک ایسا مترجم جو وسیع تجربہ رکھنے کے ساتھ ساتھ اُستاد الشعرا اور شاعرِ ہفت زبان بھی ہے۔ہمیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ شاعر علی شاعر کا اُردو تروینیوں کا یہ پہلا عالمی مجموعہ پروفیسر ظہور احمد فاتح کے ذریعے دیگر السنہ میں بھی منظوم طور پر متعارف کرایا جائے گا۔یقیناً یہ امر بے حد خوش آیند ہے۔ہماری دعا ہے کہ اللہ رب العزت اِن دونوں عبقری شعرا کے کلام کو فروغِ عام عطا فرمائے......آمین۔

شبیر ناقد
(تونسہ شریف)

تروینی تیں شاعرؔ علی شاعرؔ

ہک ذات اینجھی ہے جیہڑی ساریاں طاقتاں تیں پورے اختیار رکھدی ہے۔ ہر قدم اوکوں اپنا اپنا ناں ڈتا گیا ئے۔ اساں مسلمان لوک اوکوں اللہ آہدے ہیں تیں کہیں بئے کوں اوندی ذات یا صفتیں دے نال بھائیوال نسے بنیندے۔ او ہو ساری کائنات دا خالق تیں او ہو سارے انتظام سنبھالی راندے۔ اوں بہوں ساریاں مخلوقاں بنائن جیندے وچ زمین، آسمان، چندر، ستارے، تھل، پہاڑ جیھاں بے جان مخلوقاں وی ہن تیں بے شمار جاندار وی ہن۔ اوں ذات خود فرمائے جو اساں انسان کوں بہترین شکل صورت وچ پیدا کیتے۔ اوکوں زمین دی خلافت بخشی ہے۔ اوندی علمی برتری دی وجہ کنیں فرشتیں اوکوں سجدہ کیتے۔ اوکوں سوہنا اخلاق تیں سچا دین ڈتے۔ ول ہر دور وچ اوکوں سدھا راستہ ڈکھاون کیتے اپنے چونڑویں بندے بھیجن جنھیں کوں نبی یا رسول آکھیا ویندے۔

انسان جیکوں خدا سئیں چنگا دل، دماغ تیں ذہن عطا کیتے، اوکوں علم شعور تیں بیان بخشے۔ انسانیں وچوں کئی سیاست آلے پاسے لگے گئین۔ بادشاہ، صدر، وزیرِاعظم تیں وزیر مشیر بن گئین۔ کوئی تجارت تیں صنعت آلے پاسے لگے گئین۔ بہوں سارا مال بنائے نیں تیں سیٹھ بن گئین۔ کوئی فقیر فقرے تیں درویش بن کے زندگی گزریندے رہن۔ کہیں کوں علم دا شوق تھئے۔ شاگرد بنڑن تیں ول استاد بن گئین۔ زیادہ علم حاصل کر کے عالم فاضل تھی گئین۔ ہک طبقہ اینجھاں وی ہے جیکوں رب سئیں شعر تیں بیان دی قدرت عطا کیتی ہے تیں او رشاعر، ادیب بن گئین۔ شاعر دے بارے کئی نظریات پیش کیتے گئین۔ افلاطونی نظریے دے مطابق اوکوں فضول تیں بیکار آکھیا گئے تیں ریاست وچ اوندی کوئی جا نئیں رکھی گئی لیکن افلاطون دے شاگرد ارسطو شاعر دی پوری پوری عزت افزائی کیتی ہے تیں بعدءِ چ آون والے لوکیں دے وچ شاعر دا

مقام مرتبہ تاں اُچا تھیندا اگئے ۔ ایکوں دانشورتے نقاد آکھیا گئے ۔ ایندے بیان وچ جادوئی طاقت خیال کیتی گئی ہے ۔اے ساریاں سچیاں گالھیں ہن ۔

شاعر جیہڑے اندازء چ شعر آہدے، جیہڑی ہئیت وچ لکھدے اوکوں صنف آکھیا ویندے ۔ انہیں صنفیں ء چ نظم وی ہے، غزل وی، گیت وی ہن ، قطعے وی ہن ، دوہے وی ہن ، ماہیے وی تیں انہیں سلسلیں کنیں گھٹ ودھ ہر کوئی واقف ہے ۔اج اساں ہک اینجھی ہیئت دی سنجان کرویندے پئے ہیں جیندا سرائیکی وچ تاں کڈاہیں ذکر نئیں تھیا، اردو وچ ٹانباٹانبا ایکوں جانن والے ملدن ۔ ہُن ایں صنف تروینی دے بارے اساں کجھ کھل کے لکھن لگے ہیں ۔

ایں وقت کتاب +تروینی دا ارتقاء* ساڈے سامنے ہے ۔ ایں کتاب کوں +جاوید رسول جوہر اشرفی* بہوں محنت نال لکھیے ۔ ترائے سوبارہ صفحیں دی ایں کتاب وچ ہک سو پندرہ صفحے تروینی دے بارے معلومات تیں مشتمل ہن ۔ جنھیں دے وچ اِکوی لکھاریں دیاں تحریراں شامل ہن ۔ ساڈی کوشش ہوسی ایں معلوماتی پھل دا عطر کشید کر کے ہکے مقدمے وچ پڑھن والیں کیتے پیش کیتا ونجے ۔

1۔ اے لفظ ڈو لفظیں +تھر* تیں +وینی* دا مرکب ہے ۔تروینی سنسکرت زبان کا لفظ ہے ۔ ہندی زبان وچ آ کے اے +تر بینی* بن ویندے ۔ ہندی بھاشا وچ +و* کوں +ب* نال بدل ڈِتا ویندے جیویں +واس* کوں +باس* ، +یاترا* کوں +جاترا* تے +ویر* کوں +بیر* وغیرہ ۔ +تھر* دا معنیٰ ترائے، وینی کنیں مراد +پانی دی را' * یا +دریاویں دے ملن دی جاہ* عام لفظیں وچ تروینی دا مطلب اور جاہ ہے جتھاں ترائے مقدس دریاویں یعنی گنگا، جمنا تے سرسوتی دا ملاپ تھیا ہے ۔ کراڑیں دے عقیدے سیتی پریاگ (اِلہ آباد) وچ گنگا جمنا دا ملن تیں اُتھاں سرسوتی دریا دا ملن بھوئیں دے ہیٹھوں لکیا ہوئے ایں طریقے نال تریں دریاویں دے ملن دی جاہ کوں تروینی آکھیا ویندے ۔ ات واسطے ترائے مصرعیں والی شاعری دی صنف کوں تروینی داناں ڈتا ویندے ۔ میڈے ذاتی خیال وچ شاید گلزار جی ایں گالھوں اے ناں پسند کیتا ہوسی کیوں جو ہندویں دے نزدیک ایہے ترائے دریا متبرک ہن تیں سرسوتی علمیں تیں موسیقی دی دیوی ہے ۔ اے ہک راگنی داناں وی ہے ۔ ایں پس منظر تروینی اپنی معنویت دے لحاظ نال سارے رنگ تیں سرسوتی اپنے لکیے ہوئے سنگم دی وجہ کنیں حیرت آمیزی دا پہلو رکھدی ہے ۔ تیں سچ مچ تروینی دا تریجھا مصرع پہلے شعر (ڈو مصرعیں) دا مفہوم تیں تاثیر انج محسوس کرویندا

ہے۔ایہا خوبی تیں شعری سونہپ ترائے مصرعیں دی بنھیں صفتیں کنیں ایکوں نشابر کریندے۔

(خیام العصر محسن اعظم ملیح آبادی)

2۔گلزار جیہندا آبائی وطن تیں جمن دی جاہ دینہ ضلع جہلم ہے،او پاکستان بنڑن تدے بعد ہندوستان منتقل تھی گئے ہن،انہیں سلطانہ مہر کوں انٹرویوڈیندیں ہویں ہک سوال دے جواب وچ آکھیا ہئیں:

+ میں شاعری وچ ہک نویں ہیئت دا تجربہ کرن دی کوشش کیتی جیندا ناں +تروینی* ہے۔اے ہائیکو وی نئیں ،مثلث وی نئیں ۔تریجھا مصرع روشن دان وانگوں کھلدے۔ایندی روشنی وچ پہلے شعر دا تاثر بدل ویندے۔تریجھا مصرع comment وی تھی سگدے۔وددھارا وی تروینی وچ ہک شوخی تیں حیرت دا رنگ ہے*

(سخنور حصہ دوم از سلطانہ مہر۔صفحہ 383-384)

احمد ندیم قاسمی ہوریں ایں صنف واسطے پسندیدگی دا اظہار کریندیں ہوئیں گلزار دی کوششیں دی تعریف کیتی۔گلزار دی تروینی دے نمونے ملاحظہ فرماؤ:

سب پہ آتی ہے سب کی باری ہے
موت انصاف کی علامت ہے
زندگی سب پہ کیوں نہیں آتی

کیا پتا کب کہاں سے مارے گی؟
بس کہ میں زندگی سے ڈرتا ہوں
موت کا کیا ہے ایک بار مارے گی

تروینی دا اپنا حسن تیں اپنا ہک ذائقہ ہے۔اِت لو بچن جی تیں قاسمی جی دے علاوہ بہوں ساریں شاعری پڑھن تیں سنن والیں ایکوں پسندیدگی دی سند بخشی ہے۔تروینی دے کیتے کہیں موضوع دی قید یا کوئی فنی پابندی کائنی۔مطلب اے ہے جو ایندے وچ کہیں قسم دا خیال یا تجربہ پیش کیتا ونج سگدے۔بحر، وزن تیں ارکان دی شاعر کوں پوری آزادی ملی ہوئی ہے۔ردیف تیں قافیے دی پابندی وی کوئے نی۔ صرف شرط اے ہے جو پہلے ڈو مصرعے ہک شعر یا بیت دی حیثیت رکھدن تیں تریجھا مصرع شعر دے خیال کوں ہک نویں سمت یا کوئی نواں زاویہ ڈیندے۔ایں صنف دے سلسلے وچ ہک خاص گالھ اے

ہے کہ اے ٻنھیں اصناف دے وانگوں کہیں ٻئی زبان توں اردو وچ نئیں آئی بھل ایندی ایجاد دا سہرا ہک فرد یعنی گلزار دے سر ہے۔اے صنف بے شک اپنے اندر وسعت تیں کشش رکھدی ہے۔ایں وجہ توں ترائے مصریں والیں ٻنھیں صنفیں دے مقابلے وچ ایندی مقبولیت دے امکان ڈھیر ہن۔

(علی حیدر سالک)

3۔قریباً 08-2007ء وچ ہک نویں صنفِ سخن تروینی دی پڑ ڈو اُڈا ہیں سنِ ء چ آئی جڈاں کراچی دے مشہور شاعر یاور امان تیں فوقیہ مشتاق ایں صنف وچ لکھن شروع کیتا۔یاور امان دا شمار اوں ویلھے دی وچلی نسل دے باشعور تیں پکے شاعریں وچ تھیندا ہا تیں انہیں دی ہک اپنی انج سنجان ہئی۔ اوں ویلھے فوقیہ مشتاق شعری اسمان تیں ابھرن والے چمکدے ستارے دا درجہ رکھدی ہئی۔ ڈوہیں شاعریں دے جذبیں دی سچائی تیں لہجے دی تازگی،شعر و ادب پڑھن والیں کوں اپنے پاسے چھکن ء چ کامیاب رہی۔ایہا وجہ ہے جو انہیں دی آواز تیں لوکیں توجہ کیتی۔ایں طریقے تروینی دا سفر پاکستان دی دھرتی تیں تکھائی نال شروع تھی گیا۔پاکستان وچ ٻئے وی بہوں ساریں معتبر لکھاریں ایں صنف دے پاسے دھیان ڈتا۔کامیاب وی تھئے۔بھل پاکستان ء چ یاور امان تیں فوقیہ مشتاق ہی تروینی دے موہری لکھن والیں وچ گنڑے ویندن۔

بھل افسوس گلزار جی ایں صنف کوں ایجاد کرن دے بعد علامہ شارق جمال ناگپوری دی تنقید کوں سہہ نہ سگے۔شاید گلزار جی کوں اے پتہ کائے نہ ہا جو جیہڑا بوٹا انہیں لائے اوکوں پانی ڈیون وچ کتنے بندے رل ویسن۔ایکوں اپنے جگر دا خون پلا کے تروتازہ رکھسن۔شاعری دی ایں صنف اوں ویلھے تاں زیادہ زور پکڑئے جڈاں کراچی دے ہک مشہور شاعر،شاعر علی شاعرؔ دا عالمی سطح تیں اردو ترووینیں دا پہلا مجموعہ +تروینیاں* دے ناں نال چھپیا تیں ادب والیں دی توجہ چھک گھدی۔ول ایں صنف دے حق وچ تیں ایندے خلاف گالھیں تھیون پئے گیاں۔ہر کوئی اپنے پیچ دے مطابق اپنی علمی صلاحیت دا مظاہرہ کرن پئے گیا۔جڈاں شاعر علی شاعرؔ تیں علی حیدر ملک سمیت برصغیر پاک وہند تیں عالمی سطح تیں نقادیں کولوں ایں گالھ دا پک کر گھدا جو اجن تئیں پوری دنیا وچ ترووینیں دا کوئی باقاعدہ مجموعہء کلام نئیں چھاپیا گیا تاں انھیں اپنیاں ساریاں مصروفیات ہک پاسے رکھ کے ترووینی دا شعری مجموعہ ترتیب ڈیون کیتے پورے طور تیں تیار تھی گئے۔کجھ مہینیں دی فنی ریاضت نال تروینی دا ہک چنگا تیں سوہنا مجموعہء کلام +تروینیاں* دے

عنوان نال ترتیب ڈتا۔ تروینی دے ایں شعری مجموعے کوں سئیں شاعر علی شاعرؔ ہوریں پاکستان دے مشہور ادیب، شاعر، صحافی، ماہرِ تعلیم تیں جید نقاد سئیں پروفیسر ڈاکٹر سید شبیہ الحسن دی خدمت ءِ چ ایں غرض نال پیش کیتا کہ او ایں نویں شعری صنف دے پہلے مجموعے کوں تنقیدی نظر نال ڈیکھن تیں تنقید دی کسوٹی تیں پرکھن ۔غیر جانبدار تھی کے مقدمہ لکھن ۔سئیں پروفیسر ڈاکٹر سید شبیہ الحسن ہوریں تنقید دا حق ادا کیتا تیں عالمی سطح دے پہلے مجموعہءِ کلام +ترو ینیاں* تیں ہک مقدمہ لکھ ڈتا۔ 2009ءوچ تروینیں دا پہلا مجموعہ چھاپے چڑھیا۔ (جاوید رسول جوہر اشرفی)

4۔علامہ شارق جمال دا تروینی دے حوالے نال نقطہءِ نظر اے ہے:

+شاعری دی ہر صنف اپنی ہک خاص سنجان رکھدی ہے تیں عروضی اٹکل نال سنجائی ویندی ہے۔ تروینی دا اپنا کوئی ڈھانچہ نئیں بندا۔ ایندا کوئی عروضی حساب کتاب کوئنی ۔ات گالوں ایکوں نویں شعری صنف دا ناں نئیں ڈتا ونج سگدا* (علامہ شارق جمال ناگپوری، بھارت)

5۔گلزار دے تروینی کو ایجاد کرن تیں سنجان ڈیون دے بعد ہندوستان وچ ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی تیں پاکستان وچ علی حیدر ملک ہوراں ایندے پر چار کیتے کئی مضمون لکھئے جیہڑے برصغیر پاک و ہند دے کئی رسالیں وچ چھپے ۔ایندے بعد ہندوستان دے علامہ شارق جمال ناگپوری تیں پاکستان دے محسن بھوپالی ہوریں تروینی دے خلاف مضمون لکھئے ۔جیندی وجہ نال برصغیر پاک وہند وچ جنھیں شاعریں تروینی تیں قلم چاتا ہئی او و یہہ پنجوی تروینیاں آکھن دے بعد دل چھوڑ گئے ۔ایں ساری صورتِ حال تیں تروینی دے ادبی ماحول کوں ڈیہد یں ہوئیں میڈی پسندیدگی دی نظر تروینی تیں پئی۔ میکوں سئیں حمایت علی شاعرؔ دی اے صلاح یاد آئی جو میں شاعری دی کہیں انجھی صنف یا علاقئی ادب تیں تجربہ کراں جیندے وچ اردوءِ چ کم نہ تھیون دے برابر تھیا ہووے ۔تیں میں اپنیاں ساریاں صلاحیتاں شاعری دی ایں نویں صنف تیں خرچ کرڈیواں ۔بہوں سارا غور کرن دے بعد میڈی نظر تروینی کوں چن گھدے ۔جیکوں تروینی لکھن والیں عاجز آ کے تیں ایندے موجد گلزار جی مصروفیت دی وجہ کنیں چھوڑ ڈتا ہا۔میں بھرپور انداز وچ شاعری دی ایں صنف تیں طبیعت آزمائی کیتی۔ (شاعر علی شاعرؔ)

اتھاں اساں ضروری سمجھدے ہیں ڈو تروینیاں نمونے دے طور تیں شاعر علی شاعرؔ دیاں نقل کر ڈتیاں ونجن:

فصلِ بہاراں آنے کو ہے
سارے پرندے خوش ہیں یارو
من کا پنچھی ناخوش کیوں ہے؟

جیون ایک سفر ہے شاعرؔ
اس میں آگے بڑھتے جاؤ
لیکن اک دن رک جانا ہے

شاعر علی شاعرؔ دیں تروینیں دا غور نال مطالعہ کیتا ونجے تاں اساں انھیں کوں ہیٹھوں ڈتے گئے قسمیں وچ تقسیم کرسگدے ہئیں:

1۔ مذہبی تروینیاں
2۔ ذاتی ڈکھ رکھن والیاں تروینیاں
3۔ اخلاقی نصیحتاں رکھن والیاں تروینیاں
4۔ حسن و جمال تیں لکھیاں ہویاں تروینیاں
5۔ معاشرے دے بارے تروینیاں
6۔ فلسفیانہ تروینیاں
7۔ طنزیہ تروینیاں
8۔ فطرت نما تروینیاں
9۔ منفرد مضمونیں والیاں تروینیاں (بحوالہ ڈاکٹر سید شبیہ الحسن)

جتھاں تروینی دی مخالفت کیتی گئی، اُتھاں ایندے حق وچ وی ضرور الایا گئے۔ ذرا اے سوچ ملاحظہ ہووے:

+تروینی٭ مضمونیں دے لحاظ نال ہائیکو، سین ریو یوتیں ماہیے کنیں ودھ کے ہے۔ کیوں جو ایندے وچ عشق محبت کنیں گھن کے دنیاداری تئیں ساریاں گالھیں کیتیاں ونج سگدن۔ ہندی لفظیں دا ورتارا وی ایندے حسن کوں ودھا سگدے٭

(عارف منصور)

6۔شاعری دی کوئی صنف ہووے جے شاعر دے وچ دم ہووے تاں او ایں صنف وچ اپنے تخلیقی جوہر ڈکھا سگدے نئیں تاں کہیں وی صنف دی ایجاد کوئی معنی نئیں رکھدی۔ ساڈے کولوں ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی، ظہیر غازی پوری، ڈاکٹر حامد کاشمیری تیں علیم صبا نویدی ہوریں کئی نویں تجربے کیتے جے تسیں انہیں تجربیں دے بارے میڈا خیال ہے جو اے نویں تجربے یا تاں اورشاعر کریندے جیکوں اپنیں بنھیں شعری صنفیں تیں اتبار نہ ہووے تاں جو او نداناں انہیں نویں صنفیں دے ایجاد کرن والیں وچ آونجے یا ول او شاعرا یویں کریندن جنہیں وچ اپنے بھرپور تخلیقی اظہار دی جرات ہووے۔ ہن ظاہر ہے جو فراز حامدی، مناظر عاشق ہرگانوی تیں شاعر علی شاعرؔ پہلے ہی اپنیں بنھیں صنفیں دے ذریعے ادبی دنیا وچ نشابرتھی چکن۔ انھیں کنیں عام جھئیں تجربے دی امید کائنی۔ ساڈا خیال ہے جو شاعر علی شاعرؔ دیاں اے ترو ینیاں ادبی دنیا وچ ضرور اپنا مقام حاصل کریسن۔ ویسے وی شاعری دی جیہری صنف ہووے، خیال، سوچ تیں معنے دے بغیر مقبول نئیں تھی سگدی۔ ات گالوں شاعر علی شاعرؔ دیاں اے ترو ینیاں پڑھ کے ایویں لگدے جو اے صنف ضرور ادبی دنیا وچ اپنی جا بنیسی۔ (ڈاکٹر سیفی سرونجی، بھارت)

7۔ترو ینی اپنے مضمون دے لحاظ نال ترائے ہکے وزن تے لکھے ہوئے مصرعیں دی ہک نظم ہوندی ہے جیندیں ڈو مصرعیں وچ ہک مضمون بیان تھیوے تیں تریجھا مصرع پورے تاثر کوں تبدیل کر ڈیوے۔ ترو ینی وچ ہائیکو تیں ماہیے دی نسبت زیادہ گنجائش ہے کیوں جو ایندے وچ کہیں خاص مضمون تیں بحر دی کوئی پابندی نئیں۔ شاعر علی شاعرؔ ہوریں ترو ینی دی ہیئت تیں مزاج نال مکمل واقفیت دے بعد ترو ینیاں لکھن۔ (شفیق الرحمٰن الہ آبادی)

8۔شاعر علی شاعرؔ دیاں کجھ ترو ینیاں اینجھاں وی ہن جنھیں تیں ترائے مصرعی نظم دا عنوان ڈتا ونج سگدے۔ مثال دے طور تے اے ترو ینیاں ڈیکھو:

کون ڈسے گا مجھ کو شاعرؔ؟
کس میں اتنی ہمت لیکن؟
جس کو دودھ پلایا میں نے
آنکھوں دیکھا منظر ہے یاد

کانوں سے ٹکراتی آواز
بھولنا چاہوں بھول نہ پاؤں

سن کے دھماکوں کی آوازیں
پنچھی بیٹھے جوں کے توں ہیں
اس سے جانو حال یہاں کا

(شارق عدیل مارہرہ، بھارت)

9۔شاعر علی شاعرؔ دا شاعرانہ مزاج بالکل جدا ہے تیں ایندے وچ کتھائیں اُنھیں دی طبیعت دے چسکے وی نظر آندن۔اونویں لہجے دے سگھڑپے تیں سوچ سمجھ رکھن والے انسان ہن۔انھیں دیاں تروینیاں زندگی نال جڑیاں ہوئین۔حیات تیں کائنات دا خارجی تیں داخلی شعور انھیں دا خاصا ہے۔انھیں دا مشاہدہ پریں تئیں پہنچ رکھدے۔او گئے گزرے خیالیں کوں اپنے نویکلے تیں نرالے اسلوب نال جان دار بناڈیون دے شاعرانہ فن توں واقف ہن۔انھیں دیں تروینیں وچ حیات تیں کائنات دا ڈونگھا فلسفہ تاں کینی انھیں عام جھئیں گالھ کوں وی شاعری دے کینوس وچ تصویر کرڈتے تیں اوکوں حکیمانہ بناون دی کوشش ضرور کیتی ہے تیں اوکوں شعر دی لڑی وچ پو کے نشتر آلی کارپیش کرڈتے۔او گال کوں پچاڈیون دے فن کنیں خالی کینی۔انہیں دے نزدیک زندگی حرکت داناں ہے۔انھیں دے سوچن تیں ڈیکھن دا انداز جامد نئیں۔او فطرت کنیں چس چاون دا گر جاندن تیں ایکوں شعریت دا حصہ بناڈیندن۔نال نال حسن تیں جمال دے بیان دا بھیج وی جاندن تیں پردہ داری داوی لحاظ کریندن۔ (خیال العصر محسن اعظم ملیح آبادی)

10۔شاعر علی شاعرؔ 20 جون کوں اولیاء دے شہر ملتان وچ ہک علمی تیں ادبی گھرانے وچ پیدا تھئیں۔شروع آلی تعلیم ملتانوں حاصل کیتونے تیں ول شہریں دی کنوار کراچی وچوں ایم اے تیں ایم ایڈ دیاں سنداں امتیازی نمبریں نال حاصل کیتیئن۔شاعر علی شاعر کوں بچپن کنیں شاعری تیں ادب نال وڈے زوردی دلچسپی رہ گئی تیں ات لو انھیں ایندے اتیں کاریگری دیاں اپنیاں ساریاں صلاحیتاں خرچ کر چھوڑن۔او کئی علمی تیں ادبی اداریں نال گنڈھئے رہے تیں اج وی + رنگِ ادب * دی محفل دے اجوان دے طور تیں اپنے فریضے پورے کریندے پئین۔انھیں دیں بے پناہ علمی ادبی خاصیتیں کوں منیندیں

ہوئیں بہوں ساریں علمی ادبی تنظیمیں انھیں کوں ڈھیر ساریں اعزازیں نال نوازئے۔

شاعرعلی شاعرؔ ہک ایہو جھئیں لکھاری ہن جیہڑے رستے کنیں ہٹ کے ٹرن دے ہیلک حن ۔انھیں دے ترونیاں دا عالمی سطح تیں پہلا مجموعہ منظرِ عام تیں آ گئے ۔اے صنف مقبول تھیسی یا نہ تھیسی ،ایندا جواب ایں وقت ڈیون مشکل ہے البتہ اے گال پکی ہے جو شاعرعلی شاعرؔ ترونی دی صنف دے باوا آدم ضرور سمجھے ویسن تیں آون والا زمانہ انھیں دی سوہنی ایجادی قوت دی تعریف ضرور کریسی۔

(ڈاکٹر سید شبیہ الحسن)

شاعرعلی شاعرؔ نال ساڈی علیک سلیک پچھلیں ترائے چار سالیں کنیں ہے ۔انہیں دی طبیعت ساکوں چنگی لگی ہے تیں او وی ساڈی بہوں قدر کریندن۔کجھ ڈینہہ پہلے انھیں ایں خواہش دا اظہار کیتے جو اساں انھیں دیں اردو ترونیاں دا منظوم سرائیکی ترجمہ کروں۔اساں انھیں دی خوشی کیتے انھیں دے جذبے دا آدر کریندیں ہوئیں صاد کر ڈتے تیں جلدی ایں کم کوں پورا کرن دا اہر کیتے ۔ایں وقت اے ترجمہ ہک کتابی صورت وچ تہاڈے سوہنے ہتھیں وچ ہے ۔اساں اپنی کوشش ءِ چ کیتلی تئیں کامیاب تھی سگئے ہیں، ایندا فیصلہ پڑھن آلے یا آون آلے نقاد کر سگسن ۔دعائیں دی درخواست کریندیں ہوئیں موکل منگسوں۔

ابوالبیان ظہور احمد فاتح

فاتح منزل، تونسہ شریف

فون:0332-6066364

دنیائے اُردو ادب میں اوّلین مجموعہ تروینی

اِس بات سے کسی کو انکار نہیں کہ صنفِ سخن (سہ مصرعی نظم) تروینی کے موجد گلزار ہیں۔ گلزار کے تروینی کو ایجاد کر کے متعارف کرانے کے بعد انڈیا میں ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی اور پاکستان میں پروفیسر علی حیدر ملک نے اِس کے پرچار میں متعدد مضامین لکھے جو برِصغیر پاک و ہند کے متعدد رسائل میں شائع بھی ہوئے مگر بعد ازاں انڈیا کے علامہ شارق جمال ناگپوری اور پاکستان کے محسن بھوپالی نے تروینی کے خلاف مضامین لکھے جن کی وجہ سے برِصغیر پاک و ہند میں جن شعرا نے تروینی پر قلم اُٹھایا تھا، وہ بیس پچیس ترونیاں کہنے کے بعد دل برداشتہ ہو کر بیٹھ گئے۔ اِس تمام صورت حال اور تروینی کے ادبی ماحول کو مد نظر رکھتے ہوئے میری نظرِ انتخاب تروینی پر پڑی اور مجھے جناب حمایت علی شاعر کا یہ مشورہ بھی یاد آیا کہ میں کسی ایسی نئی صنفِ سخن یا علاقائی ادب پر تجربہ کروں جس پر اُردو میں کام نہ ہوا ہو یا کم ہوا ہو، اور اپنی تمام تر تخلیقی صلاحیتوں کو اس نئی صنفِ سخن پر صرف کر دوں۔ بہت غور فکر کے بعد میری نظر نے تروینی کو چن لیا جس کو تروینی نگاروں نے دل برداشتگی اور موجد گلزار نے اپنی مصروفیات کی وجہ سے پس پشت ڈال رکھا تھا۔ میں نے بھرپور انداز میں اِس صنفِ سخن پر طبع آزمائی کی، جناب پروفیسر سحر انصاری اور پروفیسر علی حیدر ملک کے علاوہ انڈیا کے متعدد شعرا سے معلوم کیا کہ ابھی تک تروینی کا کوئی مجموعہ تو شائع نہیں ہوا؟ اِن ناقدین کی نفی میں یقین دہانی کے بعد میں نے عالمی سطح پر اُردو تروینی کا اوّلین مجموعہ ترتیب دے ڈالا اور جناب پروفیسر ڈاکٹر سید شبیہ الحسن کے مقدمے کے ساتھ شائع کرا دیا۔

پروفیسر ڈاکٹر سیّد شبیہ الحسن کے مضمون کے آخری جملے اس انتقادی تناظر کا حاصل ٹھہرتے ہیں۔

”شاعر علی شاعر نے اپنے افکار و نظریات سے اس عروسِ سخن کو سجانے اور سنوارنے کی حتی الوسیع کاوش کی ہے۔ اِن کے زریں اور زرخیز خیالات کو دیکھ کر کہا جا سکتا ہے کہ اب شاعر علی شاعر کو اس صنف کی

ضرورت نہیں ہے بلکہ تروینی کو اِن کی ضرورت ہے۔"

پاکستان کے معروف نقاد ڈاکٹر سلیم اختر نے اپنی تنقیدی کتاب "تنقیدی اصطلاحات" جوکہ سنگِ میل پبلی کیشنز، نے شایع کی ہے، میں صنفِ سخن تروینی کے باب میں اِس بات کی تصدیق وتائید کی ہے کہ شاعر علی شاعر کے ترو ینی کے مجموعے کو عالمی سطح پر اوّلین کا اعزاز حاصل ہے۔

میرے ترو ینی کے اوّلین مجموعے کے بعد ڈاکٹر مشرف حسین انجم، پروفیسر ڈاکٹر طاہر سعید ہارون، آصف ثاقب اور آخر میں گلزار کی تروینیوں کے مجموعے شایع ہوئے۔ میں نے گلزار کو اپنی تروینیوں کا مجموعہ پوسٹ کیا تھا جس کی رسید اور جواب کی صورت میں اُنھوں نے یہ پیراگراف عنایت کیا۔

"آپ کا مجموعہ "تروینیاں" دیکھا، بہت اچھا لگا اور تسلّی ہوئی کہ جو نیا پودا میں نے لگایا تھا، کوئی اتنے پیار سے اُس کی پرورش کر رہا ہے۔ مالی کے بیج بونے کے بعد "سورج" اور "ہوا" ہی تو اُس کی پرورش کرتے ہیں۔ آپ نے ٹھیک فرمایا: اب آپ ہی اِس صنفِ سخن کو وقار عطا فرمائیں گے۔"

خدا کا شکر ہے کہ ترو ینی کی بات چل نکلی ہے اور اس میں مجھے قدرت نے اعتبار بھی بخشا ہے۔ اوّلین کا اعزاز حاصل کرنے والے اُردو مجموعے کے اب تک دو زبانوں میں ترجمے ہو چکے ہیں پنجابی زبان میں ڈاکٹر مشرف حسین انجم نے ترجمہ کیا اور اب سرائیکی زبان میں معروف شاعر و نقاد اور ماہرِ تعلیم پروفیسر ڈاکٹر ابوالبیان ظہور احمد فاتح صاحب نے کیا۔ تینوں زبانوں میں ترجمہ آپ کے ہاتھوں میں ہیں۔ اس کے بعد جناب ظہور احمد فاتح اسی مجموعے کا ترجمہ عربی، فارسی اور انگریزی زبانوں میں کر رہے ہیں۔ اِس طرح عالمی سطح پر اُردو ترو ینی کا مجموعہ دنیا بھر کی زبانوں میں ترجمہ ہو کر عالمی شہرت اختیار کرلے گا اور یہ پودا جو گلزار صاحب نے لگایا تھا، میری نگہ داشت اور آبیاری سے تناور درخت بن جائے گا جس کے سائے میں آنے والی نسلیں آرام و راحت محسوس کریں گی۔

شاعر علی شاعرؔ

(کراچی)

حمدِ باری تعالیٰ

خاموشی کے سناٹے میں
دھڑکن کی آواز سنوں تو
اللہ اللہ کرتا ہے دل

خاموشی دی دہشت دے وچ
دھڑکن دی میں واج سناں تاں
اللہ اللہ کر دا اے دل

خاموشی دے سناٹے وچ
دھڑکن دی آواز سناں تاں
دل آہدا ہے اللہ اللہ

نعتِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اردو

آپ سے پہلے سایہ کب تھا
صحرا تھا اور دھوپ کی شدت
آپ آئے تو چین ملا ہے

پنجابی

آپ توں پہلا سایا کدسی
ریتڑسی تے دھپ دا زور
آپ آئے تاں ملیا سکھ

سرائیکی

سئیں توں پہلے چھاں کڈن ہئی
صحرا ہا تیں دھپ دی شدت
سئیں آ گئین تاں چین ملا ہے

ساون آیا ، بارش برسی
جل تھل ہوگئی ساری دھرتی
من کا آنگن خشک پڑا ہے

ساون آیا ، بارش وسّی
جل تھل ہوگئی سبھ ایہہ دھرتی
من دا ویہڑا تر نہ ہویا

ساون آیا بارش وسی
تھی گئی جل تھل ساری دھرتی
من دا ویہڑا خشک تھیا ہے

ایک کبوتر چھت پر میری
دانہ چگنے آ بیٹھا ہے
پیٹ کی خاطر جال نہ دیکھا

ہک کبوتر چھت تے میری
دانہ چگن آ بیٹھا اے
پیٹ لئی اوس جال نہ تکیا

ہک کبوتر چھت میڈی تیں
دانا چگن آ بیٹھا ہے
ڈِڈھ دے کیتے جال نہ ڈِٹھا

جب بھی اکیلا ہوتا ہوں میں
یاد کو اوڑھ کے سوتا ہوں میں
آنکھ کھلے تو تم آ جاؤ

جدوی اکلّا ہو نداہاں میں
یاداں اوڑھ کے سونداہاں میں
کھلے اکھ تاں تسیں آجاؤ

جئیں ویلھے میں کلھا تھیند اں
یاد ولیٹھ کے سم ویندا ہاں
کھولاں اکھ تاں توں آونجیں

کون ڈسے گا مجھ کو شاعرؔ
کس میں اتنی ہمت لیکن
جس کو دودھ پلایا میں نے

کیہڑا ڈنگسی مینوں، شاعرؔ
کس وچ اتنی ہمت اے، پر
جس نوں ددھ پوایا میں نے

کون ڈنگیسی میکوں شاعرؔ
کیندے وچ ہے اتنی ہمت؟
لیکن جیکوں کھیر پلائے میں

فصلِ بہاراں کے آنے پر
سارے پرندے خوش ہیں یارو!
من کا پنچھی ناخوش کیوں ہے

فصلِ بہاراں دے آون تے
سبھ پکھیرو خوش ہن یارو
من دا پکھو ناخوش کیوں اے

رت بہاریں دی آئی تاں
سارے پکھڑو خوش ہِن یارو
من دا پکھڑو کیوں مونجھا ہے؟

چندا دیکھوں یا پھولوں کو
دیکھوں گلشن میں جھولوں کو
تیری یاد دلاتے ہیں سب

چنداویکھاں کہ پُھلاں نوں
ویکھاں باگے وچ پینگاں نوں
تیری یاد دواندے ہن سبھ

چندر کوں ڈیکھاں یا پُھلیں کوں
گلشن دے وچ پینگھاں ڈیکھاں
سارے تیڈی یاد ڈِویندن

چھوڑ گیا ہے کوئی مجھ کو
توڑ گیا ہے دل کا شیشہ
کوئی بتائے کیوں زندہ ہوں

چھڈ گئیا اے کوئی مینوں
توڑ گئیا اے دل دا شیشا
کوئی دسّے کیوں جیندا ہاں

چھوڑ گیا ہے کوئی میکوں
دل دا شیشہ تروڑ گیا ہے
کوئی ڈسے میں کیوں جینداں؟

چاند کو میں نے دیکھا تھا یا
تیرا چہرہ مہرہ تھا وہ
جس پہ گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں

چندا نوں میں تکیا سی جد
تیرے مکھڑے ورگا سی اوہ
جس تے راج گھٹاواں دا سی

چندر کوں میں ڈِٹھا یا ول
تیڈا چہرہ مہرہ ہا او
جئیں تیں بدلے چھائے ہوئے ہَن

دن بھر تنہا رہتا ہوں میں
کچھ نہ زباں سے کہتا ہوں میں
حالِ دل وہ جانا کیسے

دن بھر تنہا رہندا ہاں میں
کجھ وی بول نہ کہندا ہاں میں
کیویں اوہ دل توں واقف ہویا

سارا ڈینہہ میں کلھا راہنداں
کجھ منہ نال بلیندا نمھی
دل دا حال اوں کیویں جاتے

جگنو چمکے راتوں کو جب
تیری آنکھیں یاد آتی ہیں
تیری نظر میں کون بسا ہے

جگنو چمکن راتوں نوں جد
تیری اکھیاں یاد آجاون
تیری نظر اِچ کیہڑا وسدا

رات کوں جیہڑے جگنو چمکے
تیڈیاں اکھیں یاد آندیاں ہن
کون تیڈی نظریں وچ وسدے؟

تیری باتوں کی ضربوں سے
کرچی کرچی دل کا شیشہ
زندہ رہنا ہو گا پھر بھی

تیری باتاں دیاں ضرباں توں
کرچی کرچی دل دا شیشا
ساہ ایہہ فیروی لینے پوسن

تیڈی گالھیں دیں چوٹیں توں
دل دا شیشہ کرچی کرچی
جیونا پوسی ساکوں ول وی

رنگ دھنک کے آنچل میں ہیں
اُجلی رنگت روپ سہانا
خُلق بھی تیرا اچھا ہوتا

رنگ دھنک دے آنچل وچ ہن
اجلا رنگ تے روپ سہانا
خُلق وی تیرا چنگا ہوندا

پینگھ دے رنگ بوچھن وی حُسن
نکھری رنگت سوہنی صورت
خلق وی تیڈا سوہنا ہوندا

اُس کے جانے کا سن کر ہی
دنیا کی رونق ختم ہوئی
اتنا ہے معصوم ادا وہ

اوس دے جاون دا سُن کے ای
جگ دی رونق سبھ مٹ گئی اے
اتنا اے معصوم ادا اوہ

اوندے وٙنجن دی خبر سنی تاں
دنیا دی رونق مک گئی ہے
کیڈنجھاں ہے معصوم ادا او

گولی کی آواز پہ شاعرؔ
نیند سے جاگے پنچھی سارے
انساں پھر بھی غفلت میں ہیں

گولی دی ہک واج تے شاعرؔ
نیندتوں جاگے پکھو سارے
بندے فیروی غفلت وچ ہن

گولی دی آواز تیں شاعرؔ
نندرو جاگے پکھڑو سارے
ول وی غفلت وچ انسانء

سب کچھ مٹّی میں ملنا ہے
سب نے جانا ہے خالی ہاتھ
یہ کہنے کی بات نہیں ہے

سبھ کجھ مٹی وچ ملنا اے
سبھ نے جانا اے خالی ہتھ
ایہہ کائی کہن دی گل اے سجنو

سب کجھ مٹی وچ پُج ونجنے
ہر کوئی خالی ہتھ ونجنا ہے
گالھ ایہا نئیں آکھن والی

رات کو اپنے یار کی باتیں
دیواروں سے کرتا ہوں میں
ڈرتا ہوں میں رسوائی سے

رات نوں باتاں سجن دیاں میں
کدھاں نال کریندا ہاں میں
ڈر داہاں میں رسوائی توں

رات کوں اپنے یار دیاں گالھیں
کندھیں نال کریندا ہاں میں
ڈردا ہاں بدنامی کنیں

پہلی رات کا چندا سوچے
مجھ سے کیا شے ہوگی باریک
میں نے تیری کمر کو دیکھا

پہلی رات دا چندا سوچے
میتھوں شئے باریک اے کیہڑی
میں نے تیری کمر نوں تکیا

پہلی رات دا چندر سُچیندے
کیہڑی شئے ہے میں تو چیفک
میں ہے تیڈی چیل دو ڈِٹھا

گیلی ریت پہ لکھا میں نے
ہر شے کو فنا ہو جانا ہے
موج نے لکھا یہ بھی مٹایا

گِلی ریت تے لکھیا میں نے
ہر ہک چیز ایہہ مٹ جانی اے
لہر نے لکھیا ایہہ وی مٹایا

سنی ریتڑ تیں میں لکھیے
ہر شئے فانی ہے دنیا دی
چھولی اے لیکھا وی میٹا

دیکھو درختوں کی شاخوں پر
کتنا پیار پرندوں میں ہے
کھنی مار کے کہتا ہے وہ

ویکھو درختاں دیاں شاخاں تے
کیڈا پیار پرندیاں وچ اے
کھنی مار کے کہندا اے اوہ

ڈیکھو درختیں دیں ٹنگریں تیں
کیتلا پیار پرندیں وچ ہے؟
ارک میکوں او مار کے آہدے

بادِ صبا ، صرصر یا پروا
کیوں چھیڑ کے جاتی ہے مجھ کو
میں آئینہ دیکھ رہا ہوں

فجر دی وا ، آندھی کہ پروا
چھیڑ کے کیوں جاندی اے مینوں
میں آئینہ ویکھ رہیا آں

بادِ صبا یا لُو یا ڈَکھن
چھیڑ ویندی ہے میکوں کِت لو؟
میں تاں شیشہ ڈیہدا بیٹھاں

رستوں سے بھی ناواقف ہے
بیٹھ گیا ہے کھو کے منزل
گہری نیندیں سونے والا

راہواں توں وی ناواقف اے
بیٹھ گئیا اے کھو کے ٹکانا
گہریاں نیندراں سوون والا

رستیں توں وی ناواقف ہے
بہہ گئے گال کے اپنی منزل
رج کے نندراں کرن والا

سو جاؤں گا زانو پر اور
تیری زلفوں سے کھیلوں گا
دل سے حسرت نکلی کب یہ

سو جاواں گا زانو تے فیر
تیری زلفاں سنگ کھیلاں گا
دل توں حسرت نکلی کد ایہہ

گوڈے تیں سر رکھ کے سمساں
کھیڈساں نال تیڈیں زلفیں دے
دلوں اے حسرت نئیں نکھتی

خوشبو تیرے زلف و بدن کی
پاگل کرنے کو کافی ہے
میں بھی پاگل ہونا چاہوں

خشبو تیری زلف تے تن دی
پاگل کرن لئی کافی اے
میں وی پاگل ہونا چاہواں

تیڈی زلف تیں جسم دی خوشبو
پاگل کرن لو کافی ہے
میں وی پاگل تھیون چاہاں

جب سے لگی ہے غم کی دیمک
روپ سلونا کھا گئی سارا
غربت بھی تو دیمک ہی ہے

جد سے لگی اے غم دی دیمک
کھا گئی ایہہ سبھ روپ سلونا
غربت وی تاں دیمک ای اے

لگی ہے جو غم دی سوّی
کھا گئی سارا روپ سلونا
غربت وی سوّی وانگوں ہے

قوسیں ، گولائیاں اور خط
چال قیامت ڈھانے والی
آتش بازی جلتی بجھتی

قوسیں ، گولائیاں تے خط
چال قیامت ڈھاون آلی
آتش بازی جلدی بجھدی

قوساں تیں گولائیاں تیں خط
چال قیامت ڈھاون والی
بلدی بجھدی آتش بازی

ایک نشانی تم نے دی تھی
میں نے دی ہے ایک نشانی
دنیا ہم کو جان گئی ہے

ہک نشانی تئیں وی دتّی
ہک نشانی میں وی دتّی
دنیا سانوں جان گئی اے

ڈے گئے ہاوے ہک نشانی
میں ڈِتی ہے ہک نشانی
دنیا ساکوں جان گئی ہے

پھول شگفتہ ، ہونٹ رسیلے
لال گلابی ان کی رنگت
یہ تو گل سے بھی نازک ہیں

پھل ہسدے تے ہونٹ رسیلے
لال گلابی انہاں دی رنگت
ایہہ تاں پھل توں وی نازک ہن

کھلدے ہوئے پُھل تھوڈ رسیلے
لِال گلابی رنگ والے
پھلیں توں وی اے نازک ہِن

پھول مہکتے ، کھلتی کلیاں
اُس کا بدن ہے گلشن جیسا
کاش اجارہ میرا ہوتا

پھل مہکدے، کھلدیاں کلیاں
اوس دا تن اے باگے ورگا
کاش اوس تے حق میرا ہوندا

پُھل مہکے ہوئے کھلدیاں کلیاں
جسم ہے اوندا گلشن وانگوں
کاش میڈی ملکیت ہوندی

اُس نے مجھ کو دیکھا اور وہ
میری جانب لپکا بھی تھا
یہ بھی نظروں کا دھوکا ہے

اوس نے مینوں تکیا تے اوہ
لپکیا میری جانب وی سی
ایہہ وی نظراں دا دھوکا اے

میکوں جو اوں ڈِٹھا ہا تاں
میڈے پاسے لپکیا ہا او
اے وی نظریں دا دھوکا ہا

بھرنا چاہوں مانگ میں تیری
جگمگ کرتے چاند ستارے
لیکن میرے بس میں نہیں ہیں

بھرنا چاہواں مانگ میں تیری
جگمگ کر دے چن تے تارے
پر، اے میرے وس وچ نئیں ہن

تیڈی سیندھ ءِ چ بھرن چاہنداں
جگمگ جگمگ چندر ستارے
لیکن میڈے وس وچ کوئنی

ایک حسینہ سہمی سہمی
میری جانب چلتی آئی
دامن میں کچھ مانگ رہی تھی

ہک سوہنی کجھ سہمی سہمی
ٹردی آئی میرے ول
دامن وچ کجھ منگ رئی سی

وسمی وسمی جھتیں ہک سوہنی
میڈے پاسے ٹُردی آئی
جھولی وچ کوئی شئے منگدی ہئی

سوکھے پتے شور مچائیں
تیز ہوا بھی شوریلی ہے
میں ہی چپ سادھے بیٹھا ہوں

سکّے پتر شور مچاون
تیز ہوا وی شوریلی اے
میں ای چپ سادھے بیٹھا آں

سکے پترے شور مچاون
تیز ہوا وی شوریلی ہے
ہک میں چپ کیتی بیٹھا ہاں

ایک کہانی اُس نے سنائی
کرداروں کا سہارا لے کر
حالِ دل کہتا تھا شاعرؔ

ہک کہانی اوس نے سنائی
کرداراں دیاں ٹیکاں لئے کے
دسّے دل دا حال ہک شاعرؔ

ہک کہانی او سنوائی ہے
آسرا گھن کے کرداریں دا
دل دا حال ہاڈیندا شاعرؔ

ہمت کر کے ایک مصور
تیرا عکس بنانے بیٹھا
حیرت سے تصویر ہوا خود

ہمت کر کے ہک مصور
تیرا عکس بناون بیٹھا
حیرت دی تصویر ہویا خود

ہمت کر کے ہک مصور
تیڈا عکس بناون بہہ گئے
حیرت نال بنئے خودمورت

کس کا چمکتا چہرا تھا وہ
جس کو سورج تکتے تکتے
اپنا رستہ بھول گیا تھا

کس دا چمکدا مکھڑا سی اوہ
جس نوں سورج تکدیاں تکدیاں
اپنی رہ وی گم کر بیٹھا

کیندا چمکدا چہرہ ہا او؟
جیکوں سورج تکدیں تکدیں
بُھل گیا ہا اپنا رستہ

اُونچے جھرنے ، گرتا پانی
بول رہے ہیں اپنی زباں میں
سب کچھ دریا بن جانا ہے

اُچّے جھرنے ، ڈگدا پانی
بول دے پئے ہن اپنی بولی
سبھ کجھ دریا بن جانا اے

اُچے چشمیں ڈھاندا پانی
اپنے موہوں پئیں بلیندے
سب شئے دریا تھی ویندی ہے

ساز بجاتی بوندوں نے پھر
اُس کی یاد دِلائی مجھ کو
موسم بھی دکھ دیتا ہے کیوں

ساز وجاندیاں بونداں نے فیر
اوس دی یاد دوائی مینوں
دکھ، موسم ایہہ دیندا کیوں اے

ساز وجیندیں مینہ دی پھینگیں
اوندی یاد ڈیوائی میکوں
موسم وی کیوں ڈکھ ڈیندا ہے؟

بارش لے کر ساون آیا
تیری کمی محسوس ہوئی پھر
لیکن تجھ کو دل کی خبر کیا

بارش لئے کے ساون آیا
تیری کمی نے بہوں تڑپایا
پر تینوں ایہہ خبراں کدہن

بارش گھن کے آیا ساون
تیڈی کمی محسوس تھئی ول
بھل تیکوں کیا پتا دل دا؟

چپ چپ رہنا سیکھ لیا ہے
ہر دکھ سہنا سیکھ لیا ہے
لیکن بس میں کچھ بھی نہیں تھا

چپ چپ رہنا وی سکھیا اے
سبھ دکھ سہنا وی سکھیا اے
لیکن وَس وچ نئیں سی کجھ وی

چپ چپ راہوں سکھ گھدے سے
ہر ڈکھ سہوں سکھ گھدے سے
لیکن وس وچ کئی شے کوئنی

دل کا صحرا جل تھل کرنے
غم کی بدلی آنکھ میں آئی
چیر کے بادل سورج نکلا

دل دا ریتڑ جل تھل کرنے
غم دی بدلی اکھ وچ آئی
بدّل چیر کے سورج نکلیا

دل دا صحرا جل تھل کرن
غم دی بدلی اکھ وچ آئی
چیر کے بدلا سجھ نکھتا ہے

میٹھا میٹھا بول کے سب سے
کرتا ہوں تسخیر جہاں کو
اِس میں چھپا ہے مطلب کوئی

مٹھّا مٹھّا بول کے سبھ نوں
کردا ہاں تسخیر جہاں نوں
ایس وچ چھپیا راز اے کوئی

مٹھے مٹے بول سنا کے
دنیا کوں تسخیر کریندا اں
ایندے وچ کوئی مطلب لکئیے

جیون ایک سفر ہے شاعرؔ
اِس میں آگے بڑھتے جاؤ
لیکن اک دن رک جانا ہے

جیون ہک سفر اے شاعرؔ
ایس وچ آگے ٹر دے جائیو
پر ہک دیہاڑے رک جانا اے

زندگی وی ہک پندھ ء شاعرؔ
ایندے وچ اگو تیں ودھو
لیکن ہک ڈینہہ کھڑ ونجنا ہے

جتنا جینا ہے تم جی لو
موج اُڑاؤ ، ہنس لو ، کھیلو
اک دن موت رہے گی آ کر

جتنا جیونا اے تسیں جی لوئ
موجاں کر لوئ ، ہسّو ، کھیڈ و !
ہک دن موت وی ملسی آ کے

جتنا جیونا ہے جی گھنو
موج اڈاوو، کِھلو، کھیڈو
موت وی ہک ڈینہہ آ کے رہسی

کون کرے گا مجھ سے نفرت
کس کو گھن آئے گی مجھ سے
مجھ میں شامل سب ہی رہے ہیں

کون کریسی نفرت میتھوں
کس نوں آسی میتھوں گھن وی
میں وچ شامل سبھ رہندے سن

کون کریسی میں توں نفرت؟
کون کریر کریسی میں توں؟
میڈے وچ ہن سارے شامل

جب بھی زخمی ہوتی ہے روح
دل سے بہنے لگتا ہے خوں
آنسو اِس کو دھو دیتے ہیں

جدوی زخمی ہوندی اے روح
لہو وی دل توں وگن لگدا
آنسو ایس نوں دھو دیندے ہن

جڈاں روح زخمی تھیندی ہے
خون جگر توں واہون لگدے
ہنجھوں ایکوں دھو ڈینداں ہن

ہجر کے دریا میں یادوں سے
دل کی نیّا پار لگی ہے
لیکن آگے صحرا ہے بس

ہجر دے دریا وچ یاداں سنگ
دل دی نیا پار لگی اے
پر آگے ہک ریتڑ سجیا

ہجر دے دریا وچ یادیں توں
دل دی بیڑی پار لگی ہے
لیکن اگوں ریتڑ ہے پئی

غربت، عسرت، ناداری میں
گرتا ہے پستی میں انساں
حد وہ جرم کی چھوتا ہے تب

غربت، عسرت، ناداری وچ
ڈگدا اے پستی وچ بندا
حد اوہ جرم دی چھو جاندا اے

تنگی، غربت، ناداری وچ
ڈھویندے پستی وچ بندہ
جرم دی حد کوں ہتھ ونج لیندے

تجھ کو تصور میں لا کر میں
تکتے تکتے سو جاتا ہوں
لمحے بھر میں چونکتا کیوں ہوں

تینوں سوچ دے وچ میں لا کے
تکدیاں تکدیاں سوجاندا ہاں
ہر ہک لمحے چونکدا کیوں ہاں

تیکوں تصور وچ گھن آ کے
تکدیں تکدیں میں سَم ویندا اں
چونکدا کیوں ہا لمحے بھر وچ

گل پر شبنم کے قطرے تھے
میری آنکھوں میں تھا پانی
لیکن رویا کوئی نہیں تھا

پھل تے تریل دیاں بونداں سن
میری اکھیاں وچ پانی سی
پر کوئی وی رویا نئیں سی

پھل تیں شبنم دیاں پھینگاں ہَن
میڈی اکھیں وچ پانی ہا
ول وی رنّا ہا نہ کوئی

جس کی خاطر دنیا دشمن
وہ بھی چھوڑ گیا ہے مجھ کو
عہدِ نو کا پیار یہی ہے

جس دی خاطر دنیا دشمن
اوہ وی مینوں چھوڑ گئیا اے
نویں دور دا پیار ایہو اے

جیندے کارن دنیا دشمن
او وی چھوڑ گیا ہے میکوں
نویں دور دا پیار ہے ایہو

ایسا لگتا ہے تیرا روپ
جوں سردی کے موسم کی دھوپ
تو میری ملکیت کب ہے

انج لگدا اے روپ تاڈا
دھپ اے سرما دے موسم دی
تسیں میری ملکیت کد او

ایویں لگدے روپ تہاڈا
سردی دھپ دے وانگن ہے
ہَو کڈاں ملکیت میڈی

جھوٹ سچا تھا تیرے لب پر
تو بھی اوروں کے جیسا تھا
پھر سچا مشہور ہوا کیوں

کُوڑ سچا سی تیرے لب تے
توں وی غیراں ورگا سی
کیوں سچا مشہور ہوا توں

کوڑ سچا ہا تیڈے لب تیں
توں وی بنھیں وانگوں ہاویں
ول کیوں سچا تھئیں مشہور؟

اک دن میرے گھر پر آؤ
تارے بچھا دوں گا راہوں میں
جوں ہی غم سے فرصت پائی

ہک دن آؤ میرے گھر وچ
تارے رہ وچ بچھ جاون گے
جد مینوں غم توں فرصت ملسی

ہک ڈینہہ تاں آ و نج گھر میڈے
تیڈیں راہیں تارے وچھاواں
جڈاں غم تو فرصت ملئے

دل کو سمجھا کر لایا ہوں
کچھ نہ کہوں گا مل کر بھی میں
لیکن آنسو بول پڑے ہیں

لایا ہاں دل نوں سمجھا کے
مل کے وی میں کجھ نہ اکھیساں
پر ایہہ آنسو بول دے پئے ہن

دل کوں سمجھا کے گھن آیاں
کجھ نہ آکھساں مل کے وی میں
لیکن ہنجھوں بول پیاں ہن

ہو گئی دل کی محفل برباد
ختم ہوئیں ہیں تقریبیں سب
مجھ کو کس کی آس لگی ہے

محفل دل دی اجڑ گئی اے
ختم ہوئی ہن سبھ تقریباں
مینوں کس دی آس لگی اے

سُنج تھی گئی ہے دل دی محفل
ختم تھیاں تقریباں ساریاں
میکوں کیندی آس لگی ہے؟

پھولوں کے گلدستے بھیجو
یا جام مجھے دو نفرت کے
تم سے محبت کرتا رہوں گا

پھلاں دے گل دستے گھلّو
بھانویں جام دو نفرت آلے
پیار ترے نال کر دا ر رہساں

پھلیں دے گل دستے بھیجو
یا ڈیو میکوں نفرت پیالے
پیار کریندا راہساں ول وی

حال دلہن کا کس نے جانا
شرم و حیا اور گرم پسینہ
جھیل رہی ہے خاموشی سے

حال دلہن دا کیہڑا جانے
شرم حیا تے گرم پسینا
جھیلدی پئی اے نال خموشی

حال کنوار سمجھا ہے کیتیں
شرم حیا تیں گرم پسینہ
چپ چپا تیں بیٹھی سا ہوے

لمحہ لمحہ شاد کرے ہے
اُس کی قربت، اس کی رفاقت
لیکن میرے پاس نہیں وہ

پل پل خشیاں دیوے مینوں
اوس دی قربت، اوس دا سنگ
پر اوہ کول تاں میرے نئیں

لحظہ لحظہ خوش کر ڈیوے
اوندی قربت اوندی محبت
لیکن میڈے نال او کائنی

درس فنا کا دیتے ہیں ہم
کہتے ہیں قبروں کے کتبے
ایک عبادت جینا بھی ہے

اسیں فنا دا درس ہاں دیندے
کہندے نیں قبراں دے کتبے
ہک عبادت جیناوی اے

سبق فنا دا ڈے ڈیندے ہیں
قبریں دے کتبے اے آہدن
ہک عبادت جیون وی ہے

گیت سنا کر، غزلیں گا کر
خود کو زندہ رکھتا ہوں میں
جینا بھی آسان نہیں ہے

گیت سنا کے، غزلاں گا کے
آپ نوں زندہ رکھدا ہاں میں
جینا وی آسان تاں نئیں اے

گیت سنا کے، غزلاں گا کے
اپنے آپ کوں زندہ رکھداں
جیون وی نئیں سوکھا لگدا

ساون ، بارش ، بادل ، برکھا
تیری قربت کے طالب ہیں
لیکن میرا کوئی نہیں ہے

ساون ، مینہ تے بدّل سارے
تیری قربت دے طالب ہن
پر میرا تاں نئیں اے کوئی

ساون، بارش، بدل ملہاراں
تیڈی قربت دے طلباؤ
لیکن میڈا کوئی کوئے نی

تیری میری الفت پھیکی
خواب سہانے ٹوٹ گئے ہیں
پیار ادھورا رہ جانے سے

تیرا میرا پیار اے پھکّا
ٹٹ گئے ہن سبھ سپنے سوہنے
پیار ادھورا رہ جاون نال

تیڈی میڈی الفت پھکی
سوہنے خواب ساڈے ترٹ گئے ہن
پیار ادھورا رہ ونجن تیں

دل کے شیشے کا اک ٹکڑا
اُس کے پیروں کے نیچے تھا
دونوں زخمی تڑپ رہے تھے

دل دے شیشے دا ہک ٹکڑا
اوس دے پیراں دے تھلے سی
دویں زخمی تڑپدے پیئے سن

دل دے شیشے دا ہک ٹوٹا
اوندے پیریں ہیٹھ جو آئے
ڈو ہیں زخمی تڑپ اُٹھے ہن

تیز ہوا میں پنچھی شاعرؔ
مشکل سے اُڑ پاتے ہیں ، پر
اِس مشکل میں آسانی ہے

تیز ہواوچ پکھو، شاعرؔ
اُڈ سکدے نیں بہوں اوکھے ، پر
ایسے اوکھ اچ آسانی اے

تیز ہواوچ پکھڑو شاعرؔ
مشکل نال اُڈردن ول وی
ایں مشکل وچ وی ہک سوکھ ءِ

مجھ کو بھگونے کی سازش میں
موسم نے سرگوشی کی تھی
آٹھوں پہروں رویا ہوں میں

گیلا کرن دیاں چالاں وچ
موسم کیتی سرگوشی سی
آٹھوں پہروں میں رویا ہاں

میکوں پساون دی سازش وچ
موسم کنیں دے وچ کھسکے
اٹھے پہر میں روندا رہیا ہاں

کچا دھاگا عشق نہیں ہے
اِس سے پکی ڈور نہ کوئی
میری بات کہاوت جیسی

عشق تاں نئیں اے کچا دھاگا
ایس توں پکی ڈور نہ کائی
میری گل کہاوت ورگی

عشق نہ سمجھ کچا دھاگا
ایں توں پکی ڈور نی کوئی
میڈی گال کہاوت وانگوں

تیرے نین ستاروں جیسے
چال تری مستانی بے حد
جی بھر دیکھ نہ پایا لیکن

تیرے نین ستاریاں ورگے
چال تری اے بہوں مستانی
رج رج کے میں ویکھ نہ پایا

تیڈے نین ستاریں ورگے
چال تیڈی مستانی بے حد
رج کے ڈیکھ نمھی سگا میں

ڈوب گئے سب پانی میں جب
کشتی لے کر آیا ملاّح
میرے خدا کی مرضی یہی تھی

ڈب گئے جد سبھ پانی دے وچ
کشتی لایا کشتی والا
ایہو رضا سی میرے رب دی

پانی وچ جاں بُڈ گئے سارے
بیڑی گھن کے آیا مہاناں
میڈے رب کوں اے بھائی ہئی

زہریلے اِس سانپ کو روکو
پیڑ کے اُوپر چڑھتا جائے
مارے گئے چڑیا کے بچے

زہرآلے اوس سپ نوں روکو
پیڑ دے اُتے چڑھدا جاوے
مرجاون گے بال چڑی دے

ایں زہریلے نانگ کوں روکو
ون دے اُتیں چڑھدا ویندے
مروین چیڑی دے بچے

باہر تھی جذبوں کی آتش
اندر سانسوں کی گرمی تھی
شیشہ کیا پتھر بھی پگھلا

باہر سی جذبات دی اگ تے
اندر ساناں دی گرمی سی
شیشا کیا سی سنگ وی پگھلا

باہر ہئی جذبیں دی آتش
اندرو ساہویں دی گرمی ہئی
شیشہ کیا پتھر وی پگھر یا

اُس نے دل پر ہاتھ رکھا تو
ہونے لگا ٹھنڈک کا احساس
لیکن ایسا دو پل کیوں تھا

اوس نے دل تے ہتھ جد رکھیا
ہویا ٹھنڈ دا ہک احساس
پر کیوں سی اینج دو تن لمحے

اوں سینے تے ہتھ جو رکھے
ٹھاڈل دا احساس تھیا ہے
لیکن کیوں ہا ڈو پل ایویں؟

سوکھے پتوں کی آوازیں
مجھ سے کرتی ہیں سرگوشی
کوئی خزاں میں ملنے آیا

سُکّے پتراں دیاں آوازاں
کر دیاں ہن سرگوشی مجھ سے
پت جھڑ وچ کوئی ملن نوں آیا

سکیں پتریں دیاں آوازاں
کھسکدیاں میڈیں کنیں دے وچ
کوئی خزاں وچ ملن آیا

کنگن تیرے ہاتھوں میں تھا
پائل تیرے پیروں میں تھی
تجھ پہ بھروسا کر کے رویا

کنگن تیرے ہتھاں وچ سی
پائل تیرے پیراں وچ سی
تیئں تے بھروسا کر کے رویا

کنگن تیڈے ہتھ وچ ہا
پائل تیڈے پیریں وچ ہئی
رنّا تیئں تیں بھروسا کر کے

منزل منزل ساتھ چلیں گے
محفل محفل ساتھ رہیں گے
کیا ساری باتیں جھوٹی تھیں

منزلاں ساریاں ساتھ چلاں گے
محفلاں ساریاں ساتھ رہواں گے
ساریاں گلاں کوڑیاں سن کیا

منزل منزل کٹھے ٹرسوں
محفل محفل ساتھ نبھیسوں
کیا ہن ساریاں گالھیں کوڑیاں؟

دل کے اندر درد اُٹھا ہے
تو ہی مرہم تو ہی دوا ہے
لیکن ڈھونڈوں تجھ کو کہاں پر

دل دے اندر درد اُٹھا اے
توں ای مرہم توں ای دوا اے
پر، میں لبھاں تینوں کتھّوں

دل دے وچوں درد اُٹھا ہے
تو ہئیں مرہم تو ہئیں داروں
لیکن گولاں تیکوں کتھاں؟

روٹھ نہ مجھ سے تجھ کو قسم ہے
تو ہی تو ہمدم ہے میرا
یک طرفہ یہ سوچ ہے میری

رس نہ میتھوں تینوں سونہہ اے
توں ای تاں ہمدم ایں میرا
یک طرفہ ایہہ سوچ اے میری

رس نہ میں توں قسم ہے تیکوں
تو ہئیں ہکو میڈا ہمدم
سوچ اے میڈی یک طرفہ ہے

مجھ سے الفت بے حد تجھ کو
مجھ پر جیتا مرتا ہے تو
اچھی ہے یہ خام خیالی

میرے نال اے بہوں حب تیری
میتھے جیندا مردا ایں توں
چنگی اے، ایہہ خام خیالی

میڈے نال ہے تیکوں الفت
میں تیں مردا جیندا ہیں توں
چنگی ہے اے خام خیالی

کیسا راجا ، کیسی حکومت
چیخ رہی ہے عسرت، غربت
گھوڑے ہم سے اچھے نہیں ہے

کیہو جیہا شاہ تے کیہو جیہی شاہی
چیخ دی پئی اے جند غربت دی
ساڈے نالوں گھوڑے چنگے نئیں ہن

کینجھا راجا کینجھی حکومت
چیکدی پئی ہے تنگی غربت
گھوڑے نئیں ساڈے توں چنگے

میرے پاس سے گزرا تھا جب
نظریں نیچی، سر کو جھکا کر
آنکھ میں پانی لے آیا تھا

میرے کولوں لنگیا سی جد
نظراں تھلّے، سر نِوا کے
اکھ وچ پانی لئے آیا سی

میڈی وات جو اولنگھا ہا
جھکیاں نظراں سر نیواں ہا
اکھ وچ پانی آیا ہوسی

میرے کمرے سے نکلے تھے
اُس کے نام کے بوری بھر خط
لیکن بالکل سادا تھے سب

میرے کمرے توں نکلے سن
بوری بھر خط اوس دے ناں دے
پر، اوہ بالکل سبھ سادہ سن

میڈے کوٹھے وچوں نکھتی
اوندے خطیں دی بھری بوری
لیکن سب ہن بالکل سادہ

شبنم کے قطروں کے موتی
چوم رہے ہیں پھولوں کا منہ
خود کو مٹاتے جاتے ہیں پر

تریل دے قطریاں دے موتی
چمدے پئے ہن منہ پھلاں دے
اپنا آپ مٹاندے جاندے

ہِن جیھڑے پنڑیال دے موتی
چُمدے پئے ہِن منہ پُھلیں دا
اپنا آپ مٹائی ویندن

سن کے دھماکوں کی آوازیں
پنچھی بیٹھے جوں کے توں ہیں
اِس سے جانو حال یہاں کا

سُن سن کے ایہہ بمب دھماکے
پکھو بیٹھے جوں کے توں ہن
ایس توں جانو حال ادھر دا

سُن کے دھماکیں دیاں آوازاں
پکھڑو بیٹھن پہلے وانگوں
اِتھو سمجھو حال اِتھاؤں دا

شعلے فلک سے برسیں گے تو
جل جائے گا محل تمہارا
دینا ہو گا تم کو انصاف

شعلے فلک توں وسّن گے تاں
سڑ ویسی ایہہ محل وی تیرا
انصاف تاں تینوں دیونا پوسی

شعلے جو اسمانوں وسیے
سڑ ویسی ول محل تہاڈا
ڈیسو ول انصاف تاں وی

غم سے رشتہ جوڑ گیا کیوں
مجھ کو اکیلا چھوڑ گیا کیوں
تجھ پر تو ایمان تھا میرا

رشتا غم نال جوڑ گئیا اے
مینوں اکلّا چھوڑ گئیا اے
تئیں اُتّے ایمان سی میرا

کیوں غم نال بنائے رشتہ؟
کیوں میکوں اوسٹ گئے کلھا؟
تئیں تیں تاں ایمان ہا میڈا

اپنی وقعت جانچ رہا ہوں
جنگل جنگل ناچ رہا ہوں
شاید مور کے جیسا ہوں میں

اپنی وقعت جانچ ریا واں
جنگلاں دے وچ ناچ ریاں واں
شاید موراں ور گاہاں میں

اپنا ہیچ پیاں سمجھیندا
جنگل جنگل نچدا وداں
شاید ہاں میں مور دے وانگوں

جیسے ساون رت میں بارش
اتنی اچھی لگتی ہو تم
لیکن مجھ سے رہتی ہو دور

جیویں ساون رت وچ بارش
اتنی چنگی لگ دی ایں توں
پر رہندی اوہ میتھوں دور

جیویں ساون رت وچ بارش
کیتلی چنگی لگدی ہئیں توں
بھل راہندی ہئیں میں توں پریں

چاندی جیسا تن گوری کا
چاندی جیسی رنگت اس کی
لیکن شک کی کالک من میں

چاندی ورگا تن گوری دا
چاندی ورگی رنگت اوس دی
پر، شک دی اے کالک من وچ

چاندی جھیاں تن گوری دا
چاندی جھئیں ہے رنگت اوندی
لیکن شک دی کالک دل وچ

رنگ برنگے منظر دیکھنے
خوابوں میں کھو جاتے ہو تم
دن میں کیوں سو جاتے ہو تم

ویکھن لئی رنگا رنگ نظارے
خاباں وچ کھو جاندے او تم
دن وچ کیوں سو جاندے او تم

ون پونے منظر ڈیکھن
خوابیں وچ گم تھی دیندے ہَو
ڈینہہ کوں کیوں سمدے ہَو تساں

یاد آئے بانہوں کی نرمی
یا تیرے سانسوں کی گرمی
سردی اوڑھ کے سوجاتا ہوں

یاد آوے بانہواں دی نرمی
کہ تیرے ساہواں دی گرمی
سردی اوڑھ کے سوجاندا ہاں

یاد آوے باہیں دی نرمی
یا تیڈے سہویں دی گرمی
پالا تان کے سَم ویندا ہاں

کاتا اور لے دوڑی کے مثل
اُس کی عجلت کام نہ آئی
جم نہ سکی ہاتھوں پر سرسوں

”کتیا تے لئے دوڑی“ دی مثل
اوس دی تیزی کم نہ آئی
جم نہ سکی ہتھاں تے سریوں

کتیا تیں چا بھجی وانگوں
اوندی جلدی کم نئیں آئی
ہتھیں تیں نئیں سرمی جائی

جس پہ بھروسا میں نے کیا تھا
اُس نے دیا ہے مجھ کو دھوکا
ناؤ کنارے پر ڈوبی ہے

جیئں تے بھروسا میں چا کیتا
اوس چا دتّا مینوں دھوکا
کشتی کنارے اتے انج ڈب گئی اے

جیئں تے میں اتبار کیتا ہا
ڈے گئے اوہو میکوں دھوکا
بیڑی کندھی تیں بُڈ گئی ہے

پگھلا سیسہ کانوں میں تھا
یا تیرے انکار کے الفاظ
اک جیسا دونوں کا دکھ تھا

پگھلیا سیسا کناں وچ سی
کہ تیرے انکار دے اکھّر
ہک جیہا دکھ دواں داسی

پگھریا سیسہ کنیں وچ ہا
یا تیڈے انکار دے اکھر
ڈوہیں دا ہک جھیاں ڈکھ ہا

میری ہمراہی میں چلنا
سیکھ گئے ہیں چاند ستارے
مجھ کو چھوڑ کے پچھتائے تم

میری سنگت دے وچ ٹرنا
سکھ گئے ہن ایہہ چن تے تارے
مینوں چھڈ کے توں پچھتاوے

میڈی ہمراہی وچ ٹرن
چندر ستارے وی سکھ گئے ہن
میکوں چھوڑ کے ارمانی تھئے

گھنٹی کی آواز پہ بچے
چھٹی میں اسکول سے نکلے
اُن کو لینے آئے فرشتے

گھنٹی دی آواز تے بچے
چھٹی وچ سکولوں نکلے
انہاں نوں لین فرشتے آپڑے

گھنٹی دی آواز تیں بچے
چھٹی تھئی سکولوں نکھتے
گھنن لو فرشتے اپڑن

اُس کا چہرہ پڑھتے پڑھتے
میری قسمت جاگ اُٹھی تھی
آنکھوں میں پھر نیند نہ آئی

اوس دا مکھڑا پڑھدیاں پڑھدیاں
میرے بھاگ وی جاگ اُٹھے سن
فیر اکھیاں وچ نیند نہ آئی

اوندا مکھڑا پڑھدیں پڑھدیں
میڈی قسمت جاگ اُٹھی ہئی
اکھیں وچ ول نندر نہ آئی

پربت ، وادی ، چٹیل ، میداں
ہر شے تیری یاد دلائے
ایسے منظر کیسے بھولوں

پربت ، وادی ، چٹیل میداں
تیریاں یاداں سبھ توں آون
میں کیویں بھلاّں ایہو جیہے منظر

روح ، وادی ، میدان سولے
ہر شئے تیڈی یاد ڈویندی
اینجھے منظر کیویں بھلاں؟

شام سویرے جنگل جنگل
اپنی دھن میں ناچے ہے مور
کس نے دیکھا، کس کو خبر ہے

شام سویرے جنگلاں اندر
اپنی دھن وچ مور دا نچنا
کس نے تکیا، کس نوں خبراں

شام سویلے جنگل بیلے
اپنی دھن وچ مور ہے نچدا
کئیں ڈِٹھا ہے کیکوں پتئے

اُس کے جانے کا سنتے ہی
چھائی اُداسی اور تنہائی
زرد پڑی چہرے کی رنگت

اوس دے جاون دا جد سنیا
چھائی اداسی تے اکلاپا
زرد پڑی مکھڑے دی رنگت

اوندے وَنجن دا جو سُنئے
چھا گئی مونجھ کلھپ دی حالت
پیلا پئے گیا منہ دا اپنا

زخمی کبوتر چھت پر آ کر
چھوڑ گیا ہے ٹوٹے کچھ پر
ظلم و ستم کی ہیں تمثیلیں

زخمی کبوتر چھت تے آ کے
چھڈ گییا کجھ ٹوٹے پر وی
ظلم ستم دیاں ہن تمثیلاں

زخمی کبوتر چھت تیں آ کے
چھوڑ گیا ہے بھنیں ہوئے پر
ظلم و ستم دیاں ہِن تمثیلاں

کیسے کیسے منظر دیکھے
میری آنکھیں شام سویرے
موسم میرے بس میں نہیں ہیں

کیسے کیسے منظر ویکھے !
میری اکھیاں شام سویرے
موسم میرے وَس وچ نئیں ہن

کینجھیں کینجھیں منظر ڈیکھن ؟
میڈیاں اکھیں شام سویلے
موسم وس میڈے وچ کوئنی

پت جھڑ کے موسم میں پنچھی
سوچ رہے ہیں ہجرت کرلیں
لیکن مٹّی روک رہی ہے

پت جھڑ دے موسم وچ پکھّو
سوچدے پئے ہن ہجرت کریئے
پر ایہہ مٹی روک دی پئی اے

پت جھڑ دے موسم وچ پکھڑو
سون ہجرت کر ونجوں ہا
لیکن مٹی ونجن نہ ڈیوے

ندی شور مچاتی ہے اور
چپ چاپ سمندر بہتا ہے
تم اور مجھ میں فرق یہی ہے

ندی شور مچاندی اے تے
دریا وگدا اے چپ چاپ
تیئں، میں دے وچ فرق ایہو اے

ندی شور مچیندی پئی ہے
چپ سمندر رہ ویندا ہے
تیڈے میڈے وچ اے فرق ء

نرگس کے پھولوں کو دیکھو
رخ موڑے سورج کی جانب
جیسے آنکھیں دیکھ رہی ہوں

نرگس دے پھلّاں نوں ویکھو
مکھڑا موڑے سورج ول!
جیویں اکھیاں ویکھدی ہوون

سورج مکھی دے پھل ڈیکھو
سجھ دو منہ موڑی راہندے ہِن
جیویں اکھیاں ڈیہدیاں ہووِن

دور کھڑی نخرے دکھلا۔۔۔یا
گرجا اُن کی جھولی میں تُو
خود کو سمجھاتی ہے پگلی

پرے ہٹ کے توں نخرے وکھا، کہ
ڈگ جا انہاں دی جھولی اندر
دل نوں سمجھاندی اے پگلی

کھڑکے دور ڈِکھا توں نخرے
یا اوندی جھولی وچ ڈہ ونج
آپ کوں سمجھیندی ہے گاٖلھی

دور کہیں سے آئی جب بھی
برہن کے رونے کی آواز
من اندر سے کانپا میرا

بہوں دوروں توں آئی اے جد
مہجورہ دے رون دی واج
من اندروں وی کانپ ریا اے

دور کنیں جتیں ویلھے آئی
کوک جدائی دی ماری دی
دل میڈا اندروں کنب گیا

نظریں بھر کر دیکھ نہ پایا
اتنی عجلت میں وہ گزرا
لوٹ کے میرے پاس آئے گا

نظراں بھر کے ویکھ نہ پایا
اتنی تیزی وچ اوہ لنگیا
مڑ کے میرے کول آوے گا

نظراں بھر کے ڈیکھ نہ سگیا
اتنی جلدی وچ او لنگھ گئے
وِلسی تاں میڈو وَل آسی

جس جس رنگ کے کپڑے پہنے
اُس کی آنکھوں میں رنگ آئے
رنگ چڑھا دے مجھ پر اپنا

رنگ جیہڑے دے کپڑے پائے
اوس دے اکھیاں وچ رنگ آئے
رنگ چڑھا دے میتھے اپنا

جئیں جئیں رنگ دے کپڑے پاتن
اوندی اکھیں وچ رنگ آئے ہِن
میں تیں اپنا رنگ چڑھا ڈے

تیز ہواؤں کا ہے طوفاں
کانپ رہی ہے دیپک کی لو
ہمت کر کے دل ٹھہرا ہے

تیز ہواواں دا طوفان اے
کانپ دی پئی اے لو دیوے دی
ہمت بنھ کے دل ٹھہرا اے

تیز ہوائیں دا طوفان ءِ
ڈیوے دی لو کنبدی پئی ہے
ہمت کر کے دل کوں روکئے

برکھا، بارش، بادل اور میں
مل کر تم کو یاد کریں گے
لیکن تم تو بھول چکے ہو

مینہ، بدل تے جندڑی میری
مل کے تینوں یاد کراں گے
پر، تسیں تاں بھل چکے او

مینہ جھڑ ہے تیں بیا میں ہاں
رل مِل تیکوں یاد کریسوں
لیکن توں سب کجھ بھل بیٹھیں

نظمیں لکھنا ، گیت سنانا
کام یہی تو شاعرؔ کا ہے
لیکن اِس سے پیٹ بھرا کب

نظماں لکھنا تے گیت سنانا
کم ایہو تاں شاعرؔ دا اے
پر، ایس توں کدوں پیٹ بھرا اے

نظماں لکھن گیت سناون
شاعر دا ہک ایہو کم ہے
ایندے نال کڈاں ڈِڈھ بھریا

انتھک کوشش کرنے والا
ہارا نہیں تو جیتا کب ہے
بازی جیتی اور کسی نے

انتھک کوششاں کیتیاں جس نے
ہارا نئیں تاں جتیا کد اے
بازی جتّی ہور کسے نے

ان تھک کوشش کرن والا
ہریا نئیں تاں کڈاں جیتئے
بازی جُھن گئے بیا کوئی

کھڑکی کے شیشوں پر اکثر
نام ہمارے لکھ دیتی ہے
ہلکی پھلکی بوندا باندی

کھڑکی دے شیشیاں تے اکثر
نام اساڈے لکھ دیندی اے
ہلکی پھلکی وسدی بارش

موری دے شیشئیں تے اکثر
لکھ ڈیندی ہے ساڈے نیویں
ہلکی ہلکی بوندا باندی

کرنوں کی اک سیڑھی لے کر
چاند اُتر آیا آنگن میں
آنکھ نہ کھلتی تو اچھا تھا

کرناں دی ہک پوہڑی لئے کے
چنداُتراویہڑے دے وچ
اکھ نہ کھل دی تے چنگا سی

کرنیں دی ہک پوڑی لا کے
صحن دے وچ لہہ آیا ہے چن
اکھ نہ کھلدی تاں چنگا ہا

آنکھوں دیکھا منظر ہے یاد
کانوں سے ٹکراتی آواز
بھولنا چاہوں بھول نہ پاؤں

اکھّاں ویکھیا یاد اے منظر
کنّاں توں ٹکراندی واج
بھلنا چاہواں بھل نہ پاواں

یاد ہے منظر اکھیں ڈِٹھا
ہے آواز کنیں ٹکراندی
بھلن چاہواں بھل نہ سگاں

آدھی رات کو آنے والا
جانے کیا کرتا ہے جادو
دن بھر اُس کے سپنے دیکھوں

اَدھی رات نوں آون آلا
جانے کیہ کردا اے جادو
دن بھر اوس دے سپنے ویکھاں

ادھی رات کوں آون والا
جانے کیہرا جادو کردئے
ڈینہہ بھر اوندے سپنے ویکھاں

دل کو بھائی اُس کی ادائیں
اور ناگن سی لہراتی چال
اُس کو میرا کر دے مولا

اداواں بھاون اوس دیاں دل نوں
تے سپنی وانگوں چال لہراندی
اوس نوں میرا کرچا ربّا

بھا گیاں دل کوں اوندیاں ادائیں
ناگنیں وانگوں ٹور ہے اوندی
مولا کر ڈے اوکوں میڈا

عشق کی رہ پر چلنا مشکل
عشق نبھانا بے حد دشوار
مجنوں بھی تو انساں ہی تھا

عشق دی رہ تے ٹرنا اوکھا
تے عشق نبھاؤنا اے کدسوکھا
مجنوں وی تاں بندا ای سی

عشق دی راہ تیں چلن اوکھا
عشق نبھاون ڈاڈھا مشکل
مجنوں وی انسان ہا آخر

سارے اُٹھائے پھرتے ہیں یاں
اپنے کاندھوں پر اپنی لاش
میں جیتا ہوں زندہ کب ہوں

سارے چکی پھردے ایتھے!
اپنیاں کندھیاں تے اپنیاں لاشاں
میں جیندا آں، زندہ کد آں

ہر کوئی اتھاں چاتی ودے
اپنیں مونڈھیں تیں لاش اپنی
جیندا ہاں زندہ کڈن ہاں

تیرے بدن کو چھو کر موجیں
اور روانی دکھلاتی ہیں
موج میں کرتا ، موج جو ہوتا

تیرے تن نوں چھو کے موجاں
ہور روانی چا وِکھلاون
موج میں کردا موج جے ہوندا

تیڈے جسم کوں چھو کے لہراں
ودھ کے تکھیاں تھی ویندیاں ہن
موج ہوواں ہا موج کراں ہا

رونے سے جب پائی فرصت
بیٹھ گیا میں تکیہ سکھانے
دھوپ بہانہ بن گئی میرا

روون توں جد فارغ ہو یا
بیٹھ گیا میں تکیا سکھاون
دھپ بہانا بن گئی میرا

روون توں جو ملی ورکھی
تکیہ سکاون بہہ گیا ہاں
دھپ بن گئی ہے میڈا حیلہ

میں نے جما کر پاؤں رکھے تھے
نقشِ قدم ساحل پر چھوڑے
آنکھ جھپکتے مٹ گئے سارے

میں تاں جم کے پیر رکھے سن
پتن تے انگ قدم دے چھڈے
اکھ جھپکی تے مٹ گئے سارے

پیر جما کے رکھے ہن میں
نقشِ قدم کندھی تے چھوڑیم
اکھ جھمکن وچ مٹ گئے سارے

میں نے دانہ ڈالا وافر
پھر بھی پاس نہ آئے کبوتر
میری نیت جان گئے تھے

میں تاں دانے ڈالے ڈھیروں
فیروی کول نہ آئے کبوتر
میری نیت جان گئے سن

میں بہوں سارا دانا سٹیے
ول وی نال کبوتر نئیں آئے
میڈی نیت جان گئے ھَن

دل میں خواہش تھی پھولوں کی
خود کو زخمی کر کے چپ ہوں
خار حفاظت کرتے ہیں خوب

دل وچ خواہش سی پھلاّں دی
آپ نوں زخمی کر کے چپ آں
خار حفاظت کر دے پئے ہن

دل دے وچ ہئی سک پھلیں دی
چُپ ہاں آپ کوں زخمی کر کے
کنڈے ڈھیر خیال رکھیندن

اُس کی آنکھیں، اُس کی بانہیں
اُس کے گھر کو جاتی راہیں
اپنی جانب کھینچ رہی ہیں

اوس دیاں اکھیاں اوس دیاں بانہواں
اوس دے گھرنوں جاندیاں راہواں
اپنے ول مینوں کھچدیاں پئی ہن

اوندیاں اکھیں اوندیاں باہیں
اوندے گھر دو ویندیاں راہیں
اپنے پاسے پئین چھکیندیاں

تیرے ہونٹوں کا وہ تبسم
میرے بدن میں جاں ڈالے ہے
میرے جینے کا ہے سہارا

تیرے ہونٹاں دی اوہ ہنسی
میرے تن وچ جان وساوے
میرے جیون دا اے سہارا

او مسکار تیڈے تھوڈیں دا
میڈے بت وچ ساہ پا ڈیندے
آسرا میڈے جیون دا ہے

کیسا رقیبوں کا شر جاگا
تم سے بچھڑنے کا ڈر جاگا
لیکن تم ہرجائی نہیں ہو

کیسا رقیباں دا شر جاگیا
تیتھوں وچھڑن دا ڈر جاگیا
پر، تسّیں ہرجائی نئیں او

کینجھا رقیبیں دا شر جاگے
تئیں توں نکھڑن داڈر جاگے
لیکن توں ہرجائی کوئے نی

محفل ہو یا کہ تنہائی
دونوں جگہ یکساں ہیں مجھ کو
میں ہوتا ہوں تم ہوتے ہو

محفل ہووے کہ تنہائی
دویں جگہیں یکساں مینوں
میں ہونداآں تسّیں ہوندے او

محفل ہووے یا ہکلاپا
میڈے کیتے ہکو جھئیں ہِن
میں ہونداہاں توں ہوندا ہئیں

جس کی خاطر دنیا چھوڑی
توڑ دیں رسمیں جس کی خاطر
میرا دل وہ توڑ گیا ہے

جس دی خاطر دنیا چھڈی
توڑیاں رسماں جس دی خاطر
دل میرا اوہ توڑ گئیا اے

جیندے کیتے دنیا چھوڑی
جیندی خاطر تروڑن ریتاں
او میڈا دل تروڑ گیا ہے

عصمت کا بازار سجا ہے
کوئی بکا ہے کوئی لٹا ہے
نامعلوم ہے لوٹنے والا

عصمت دا بازار سجا اے
کوئی بکا اے کوئی لٹا اے
نا معلوم اے لُٹّن والا

عصمت دا بازار سجا ہے
کوئی وِکیا ہے کوئی لُٹیا ہے
نامعلوم ہے لُٹن والا

جب پنچھی آزاد کرے گا
پل پل مجھ کو یاد کرے گا
غیر ہوں، تیرا اپنا کب ہوں

جد پکھو آزاد کریسی
پل پل مینوں یاد کریسی
غیر ہاں تیرا اپنا کد ہاں

جاں پکھوں آزاد کریسی
پل پل میکوں یاد کریسی
غیر ہاں تیڈا اپنا کِتھ ہاں

تجھ کو سجاتی ہیں سکھیاں اور
مجھ کو نہلاتے ہیں احباب
بقا فنا ہے نام اِسی کا

تینوں سجاون تیریاں سکھیاں
مینوں نہلاون میرے سنگتی
بقا فنا اے نام اسے دا

تیکوں سہلیاں ہِن سنگریندیاں
میکوں دھویندن سکے سورے
بقا فنا ایں شئے داناں اے

قدم قدم پر ساتھ چلا تھا
ہر جا میرے ساتھ رہا جو
وہ ہی مجھ کو چھوڑ گیا کیوں

قدم قدم تے نال سی ٹریا
ہر تھاں میرے نال رِیا جو
اوہ ای مینوں چھڈ گئیا کیوں

قدم قدم او نال ٹریا ہا
ہر جا تیں او نال رہیا ہا
چھوڑ گیا کیوں میکوں اوہو